ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پر روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا
ست رنگ
میگزین
ست رنگوں کی دھنک سمیٹے
دلچسپ سلسلوں سے
ماہنامہ ست رنگ مزین
نہ اٹھا جذبۂ خورشید سے ایک برگ گل تک بھی
یہ رفعت کی تمنا ہے کہ لے اڑتی ہے شبنم کو
پھرا کرتے ہیں مجروح الفت فکر درماں میں
یہ زخمی آپ پیدا کر لیتے ہیں اپنے مرہم کو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم......

اداریہ.................

اسلام وعلیکم!

ہزاروں سال نرگس اپنی بےنوری پر روتی ہے

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

معروف یونانی فلسفی اور سیاستدان ارسطو نے اپنی مثالی ریاست میں شاعر کے لیے کوئی جگہ نہیں رکھی تھی.....تقریباً بائیس سو سال لوگ یہی سوچ بچار کرتے رہے کہ آخر کار ایک شاعر میں کیا ایسی وجہ ہو سکتی ہے کہ مثالی ریاست کے لیے ارسطوا سے ایک خطرہ قرار دیتے ہیں پھر چشم فلک نے اس بات کا مشاہدہ بیسویں صدی عیسوی میں دیکھا کہ ایک شاعر کی فکر اور سوچ نے کس طرح قوموں کی ذہنی سوچ کے دھارے کو یکسر بدل کرر کھ دیا اور سوئی ہوئی قوموں میں کیسی زندگی کی روح پھونکی، کہ جس کی بدولت برصغیر کے چار ممالک میں انقلابات رونما ہوئے۔ بلاشبہ وہ عظیم ہستی شاعر و مفکر حکیم الامت علامہ محمد اقبال کی ہی تھی۔ یہ اقبال کی سوچ اور فکر کا اذہان ہی تھا کہ پاکستان دنیا کے نقشے پر وجود میں آیا اور اس کے علاوہ ایران، افغانستان اور تاجکستان کی استعمار سے نجات بھی فکر اقبال کے نتیجے میں ممکن ہوئی اقبال کی شاعری آسمان سے اترے ہوئے صحیفوں کی مانند قوم کو ہدایت کی وہ روشنی دکھا گئی جس نے قوم کے لئے ایک راہ متعین کی اور ایسا انقلاب برپا کیا جس نے مسلمان قوم کی تقدیر بدل ڈالی۔ اقبال نے قوم کو زندگی اور دین کا ایک مکمل فلسفہ دیا مسلمان قوم کو زندگی گزارنے کا ایک نیا ڈھنگ سکھایا اقبال کی شاعری کوئی عام شاعری نہیں۔ بلکہ قرآن کی عملی تفسیر ہے-----

آج کا دور بھی انتشار کا دور ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ بحیثیت مسلمان آج ہم جن برائیوں میں مبتلا ہو چکے ہیں اس نے ہماری زندگی کو کئی مسائل سے دو چار کر دیا ہے جھوٹ، دھوکہ، فریب، بے ایمانی قتل و غارت گری اور فرقہ واریت عام ہو چکی ہے جبکہ تہذیب معاشرت، اخلاقیات، شرم و حیا معاشرے سے اٹھ چکی ہے۔ آج بھی ضرورت اس بات کی ہے کہ فکر اقبال کو دوہرایا جائے اور نوجوان نسل کو ایک بار پھر اقبال کے فلسفہ زندگی سے روشناس کروایا جائے.....زندگی کے اصل مقصد کو جاننا ہوگا تب ہی منزل کا تعین ممکن ہو سکتا ہے۔ بقول اقبال۔

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کردے۔

کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں۔

تجھے کتاب سے ممکن نہیں فراغ کہ تو،

کتاب خواں ہے مگر صاحب کتاب نہیں ہے۔

الحمداللہ؛اقبال کے اسی فلسفہ کو آگے لے کر چلتے ہوئے ہم آج ست رنگ کے چوتھے شمارے کے ساتھ حاضر ہیں اور امید کرتے ہیں کہ پہلے کی طرح اس دفعہ کا شمارہ بھی آپ کی اور ہماری امیدوں پر پورا اترے گا اور جو مشعل ہم نے روشن کی ہے وہ راستوں کا تعین ضرور کرے گی۔نوید سحر نو لئے ہم اور آپ اسی طرح قدم با قدم آگے بڑھتے رہیں تو قافلہ بن ہی جائے گا ۔انشاءاللہ۔آپ سب دوستو کے تعاون کا بہت شکریہ جو ہماری اس کاوشوں میں ہمارے ساتھ ساتھ ہیں اور حوصلہ بڑھانے کا باعث بن رہے ہیں۔میگزین کی بہتری کے سلسلے میں آپکی رائے کے منتظر رہیں گے۔۔۔آخر میں بزبان اقبال بس اتنا کہوں گی۔

نہ تو زمیں کے لئے ہے نہ آسماں کے لئے

جہاں ہے تیرے لئے تو نہیں جہاں کے لئے۔

سدا خوش رہئے اور دوسروں میں خوشیاں بانٹتے رہئے۔

جزاک اللہ خیر۔

دعا گو۔۔۔

علینہ ملک۔

فہرست

ایڈیٹر۔عدیلہ سلیم۔علینہ ملک۔کہکشاں صابر

میگزین کورڈیزائنر۔کہکشاں صابر

میگزین ڈیزائنر۔عدیلہ سلیم

میگزین کمپوزر۔علینہ ملک

کلام اقبال۔۔۔۔۔۔۔۔

خودی کا سرِ نہاں لا الہٰ الا اللہ

خودی کا سرِ نہاں لا الہٰ الا اللہ
خودی ہے تیغِ فساں لا الہٰ الا اللہ

یہ دَور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا الہٰ الا اللہ

کیا ہے تو نے متاعِ غرور کا سودا
فریبِ سود و زیاں لا الہٰ الا اللہ

یہ مال و دولت دنیا یہ رشتہ و پیوند
بُتانِ وَہم و گماں لا الہٰ الا اللہ

خرد ہوئی ہے زمان و مکاں کی زناری
نہ ہے زماں نہ مکاں لا الہٰ الا اللہ

یہ نغمہ فصلِ گل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں لا الہٰ الا اللہ
اگر چہ بُت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لا الہٰ الا اللہ

اقبال اور عشق رسول ﷺ

علینہ ملک۔کراچی۔

لوح بھی تو قلم بھی تو ،تیرا وجود الکتاب، گنبدآ بگینہ رنگ تیرے محیط میں حجاب۔

عالم آب وخاک میں تیرے ظہور کا فروغ، ذرہ ریگ کو دیا تو نے طلوع آفتاب۔

سرکار دو عالم،نور مجسم،محسن انسانیت،سید الرسل،دانائے سبل،خاتم النبین اور رحمت اللعالمین ﷺ بلاشبہ اس کائنات کی سب سے محترم اور سب سے عزیز از جان ہستی کہ جس سے عشق کا دعویٰ خود خالق کائنات نے بھی کیا ہے اور جس کی محبت میں باری تعالیٰ نے یہ ساری کائنات بنائی اور سجائی ہے۔نبی پاک ﷺ سے محبت ایمان کا تقاضہ ہے اور آپ ﷺ سے محبت اور عشق کے بنا ایمان کامل ہو ہی نہیں سکتا ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ ﷺ سے والہانہ محبت کرنے والے بہت سے گزرے،اور تا قیامت آپ ﷺ سے والہانہ عشق اور محبت کرنے والے پیدا ہوتے رہیں گے۔آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں بھی آپ ﷺ سے عشق کرنے والے جانثار ساتھی اور صحابہ کرامؓ موجود تھے،جنہوں نے عشق نبی ﷺ میں اپنی جانوں تک کا نذرانہ پیش کیا اور جو آپ کے ایک اشارے پہ جان تک قربان کرنے کو آمادہ رہتے تھے۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں، یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں۔

بلاشبہ حکیم الاامت علامہ اقبال بھی ان خاص لوگوں میں سے تھے جو عشق رسول کا منبع تھے،یہ نبی سے ان کا والہانہ عشق ہی تھا کہ انہوں نے کئی قلوب کو عشق مصطفوی سے منور کیا اور کئی سوئے ہوئے قلوب کو بیدار کیا۔نبی پاک ﷺ سے محبت اور عشق کا دعویٰ تو بہت سو نے کیا ہو گا مگر عشق رسول میں بلندی کی سعادت بہت خاص الخاص کے نصیب میں ہی آتی ہے۔چنانچہ اقبال بھی عاشقانے رسول کی صف اول میں شامل ہیں۔

مصطفیٰ ﷺ بحر است وموج او بلند، خیزد این دریا بجوئے خویش بند۔

اقبال کی فکری اور الہامی شاعری کے کئی موضوعات اور کئی پہلو ہیں،مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ آپ کی شاعری صرف خودی،فقر اور ذکر وفکر تک محدود نہیں بلکہ آپ نے مسلمانوں کے قلوب میں عشق رسول ﷺ کو بیدار کرنے کی کوشش بھی کی ہے۔اور مسلمانوں کو اللہ کے فرمان کی یاد بھی دلائی کہ؛؛نبی مکرم ﷺ مومنوں کے لئے ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں(سورۃ الاحزاب۳۳:۶)

سرکار مدینہ کی عظمت اور بزرگی جیسی مثال اس دنیا میں کہیں نہیں ملتی جو خود فرماتے ہیں،انی مراۃ الرحمٰن،میں رحمٰن کا شیشہ ہوں ۔کیا شان اس ذات کی جس کی خاطر یہ دنیا بنائی گئی،جو انبیائے کرام کے امام ہیں۔آپ ﷺ کی عظمت اور رفعت کے بارے

میں اقبال رموز بیخودی میں فرماتے ہیں:

ہم چناں آں رازدان جزوکل گرد پایش سرمہ چشم رسل۔

ترجمہ۔وہ ذات پاک جس کی گرد پا انبیائے کرام کی آنکھوں کا سرمہ ہے اور وہ ذات پاک جس پر تمام چھوٹی بڑی چیزوں کے بھید کھلے ہوئے ہوں۔

حضور پاک صہ ہم سب کے رہنما ہیں، بادشاہوں کے تخت و تاج ان کے کف پا کی گرد ہیں آپ ﷺ کے واسطے ہی ہمیں یہ سب کچھ عطا ہوا ہے جن کی وجہ سے یہ سب ہیں۔اقبال سرکار دو عالم کو علامت عشق قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں،

عشق دم جبرائیل، عشق دل مصطفیٰ، عشق خدا کا رسول ﷺ، عشق خدا کا کلام۔

۔ وہ دانائے سبل، ختم الرسل، مولائے کل جس نے، غبار راہ کو بخشا، فروغ وادی ء سینا۔

اقبال جانتے تھے کہ مسلمانوں کی تنزلی اور رسوائی کا سب سے بڑا اور اہم سبب اللہ کے احکامات اور نبی پاک ﷺ کی سنت سے دوری ہے جب تک مسلمان اپنے پیارے نبی کے لائے ہوئے احکامات پر عمل کرتے رہے دنیا پر حکمرانی کرتے رہے اور معزز اور محترم رہے۔چنانچہ اقبال نے جب مسلمان قوم کی یہ حالت دیکھی تو ان کو سب سے پہلے اللہ اور نبی پاک ﷺ سے محبت کا درس دیا۔اور اپنے نبی ﷺ سے عشق کا اظہار اپنی شاعری کے ذریعہ کیا۔اقبال کا دل عشق رسول سے منور تھا اور بارگاہ الٰہی میں ان کا مقام کیا ہوگا جس نے عشق رسول اور غم امت میں آہ وزاری کی ہو،اسکا اندازہ دو باتوں سے ہوتا ہے ایک یہ کہ بیداری امت کا کام کوئی عام آدمی نہیں کرسکتا ہے جس پر اللہ کا خاص کرم ہو اور ایک یہ بات بھی ہے کہ جنوری ۱۹۲۰ کو اقبال کو ایک گمنام خط ملا تھا جس میں تحریر کیا گیا تھا کہ، رسول اللہ کے دربار میں تمھاری خاص جگہ ہے جس کا تمھیں کچھ پتہ نہیں اگر تم فلاں وظیفہ پڑھو تو تمھیں پتہ چل جائے گا۔:: وہ وظیفہ بھی خط میں درج تھا اور وہ ایک گمنام خط تھا، چنانچہ اقبال نے اس پہ کوئی خاص توجہ نہ دی اور وہ خط ضائع ہوگیا۔اس واقعہ کے چار ماہ بعد اقبالؒ کے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا،اس واقعہ کا ذکر وہ اپنے والد کو بھیجے گئے ایک خط میں اس طرح کرتے ہیں،

مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۲۰۔۔۔

پرسوں کا ذکر ہے کشمیر کا ایک پیرزادہ مجھ سے ملنے آیا اس کی عمر تقریبا پینتیس سال کی ہوگی شرافت کے آثار معلوم ہوتے تھے ،مگر پیشتر اس کے کہ وہ مجھ سے کوئی گفتگو کرے مجھے دیکھ کر وہ بے اختیار زار وقطار رونے لگا،میں نے سمجھا شاید مصیبت زدہ ہے اور مدد مانگتا ہے۔استفسار حال کیا تو کہنے لگا کسی مدد کی ضرورت نہیں، مجھ پر خدا کا بڑا فضل ہے۔میرے بزرگوں نے خدا کی ملازمت کی اور میں ان کی پنشن کھا رہا ہوں،رونے کی وجہ خوشی ہے نہ غم۔مفصل پوچھنے پر اس نے کہا کہ،نوگام،میرا گاؤں

ہے جوسری نگر کے قریب ہے میں نے عالم کشف میں نبی کریم ﷺ کا دربار دیکھا، صف نماز کے لئے کھڑی ہوئی تھی تو حضور سرور کائنات نے پوچھا محمد اقبال آیا ہے کہ نہیں؟ معلوم ہوا محفل میں نہیں تھا اس پر ایک بزرگ کو بلانے کے واسطے بھیجا گیا ۔تھوڑی دیر بعد میں نے دیکھا کہ ایک نوجوان آدمی جس کی داڑھی منڈھی ہوئی ہے اور اس کا رنگ گورا تھا مع ان بزرگ کے صف نماز میں داخل ہو کر حضور ﷺ کے دائیں جانب کھڑا ہو گیا، پیرزادہ صاحب کہتے ہیں کہ اس سے پہلے میں آپ کی شکل سے واقف نہ تھا، نہ نام معلوم تھا۔ کشمیر میں ایک بزرگ نجم الدین صاحب ہیں جن کے سامنے میں نے یہ واقعہ بیان کیا تو انہوں نے آپ کی بہت تعریف کی، وہ آپ کو آپ کی تحریروں کے ذریعے جانتے تھے گو انہوں نے کبھی آپ کو دیکھا نہیں تھا ۔اسی دن میں نے ارادہ کیا کے آپ کو لاہور جا کر ملوں گا سو محض آپ سے ملاقات کی خاطر کشمیر سے سفر کیا ہے اور آپ کو دیکھ کر بے اختیار رونا اس وجہ سے آیا کہ مجھ پر میرے کشف کی تصدیق ہو گئی ہے کیونکہ جو شکل میں نے آپ کی حالت کشف میں دیکھی اس سے سر بمو فرق نہ تھا۔ اس ماجرہ کو سن کر مجھے وہ گمنام خط یاد آیا جس کا ذکر میں نے اس خط کی ابتداء میں لکھا ہے مجھے سخت ندامت ہو رہی ہے اور روح کرب واضطراب کی حالت میں ہے کہ میں نے وہ خط ضایع کیوں کر دیا۔ (زندہ رود)

گویا علامہ صاحب کو کامل طور پر حضوری نصیب تھی آپ وہ عاشق نبی تھے کہ جن کا انتظار مسجد نبوی میں سرور کائنات بذات خود فرمائیں تو اس سے بڑھ کر علامہ صاحب کا اقبال اور کیا ہو سکتا ہے۔ علامہ صاحب خود فرماتے ہیں،

فرشتے بزم رسالت میں لے گئے مجھ کو، حضور آیہ ءرحمت میں لے گئے مجھ کو۔

اللہ پاک تمام مسلمانوں کو نبی پاک ﷺ سے والہانہ عشق کی سعادت نصیب فرمائے، ہمارے قلوب کو عشق نبی ﷺ سے منور فرمائے اور ہمیں سنت نبی پر سچے دل سے عمل کرنے والا بنائے۔ آمین ثم آمین۔

دین اسلام میں خاندان ایک اکائی کی مانند۔

ثمرین۔یعقوب۔

غیر مسلموں کے ہاں خاندان ایک تباہ حالی کی حیثیت رکھتا تھا جب اسلام آیا تو اس نے خاندان کو اکٹھا اور اسے استوار کرنے کا بہت زیادہ خیال رکھتے ہوئے ہر چیز سے اس حفاظت کی جو اس کے لیے نقصان دہ اور اذیت کا باعث بن سکے۔اور خاندان کو ایک دوسرے کے ساتھ ملانے کی حفاظت کرتے ہوئے اس کے ہر فرد کو اس کی زندگی میں اہم کردار بھی دیا جسے ادا کرکے ایک اچھا خاندان بن سکتا ہے۔اسلام نے عورت کو ماں، بیٹی اور بہن کے روپ میں عزت دی:

ماں کے روپ میں اسے عزت دی اس کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کچھ اس طرح ہے:

ابو ھریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آ کر کہنے لگا:

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ کون مستحق ہے؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تیری ماں۔۔۔۔اس نے کہا اس کے بعد پھر کون؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے: تیری ماں۔۔۔اس نے کہا اس کے بعد پھر کون؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے: تیری ماں۔۔۔اس نے کہا کہ اس کے بعد پھر کون؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تیرا باپ۔صحیح بخاری حدیث نمبر (5626) صحیح مسلم حدیث نمبر (2548)

بیٹی کے روپ میں اسلام نے اسے کچھ اس طرح عزت دی: ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرت ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کی بھی تین بیٹیاں یا تین بہنیں، یا پھر دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں اور وہ ان کی اچھی تربیت کی اور ان کے معاملات میں اللہ تعالی سے ڈرتا رہا وہ جنت میں جائے گا۔صحیح ابن حبان (2/190)

بیوی کے روپ میں اسلام نے عورت کو کچھ اس طرح عزت سے نوازا: عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سب سے بہتر اور اچھا وہ شخص ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتا ہے، اور میں اپنے گھر والوں کے ساتھ تم سب میں سے بہتر برتاؤ کرتا ہوں۔سنن ترمذی حدیث نمبر (3895) امام ترمذی نے اسے حسن کہا ہے۔

اسلام نے عورت کو وراثت وغیرہ سے اس کا حق دیا اور بہت معاملات میں اسے مردوں کی طرح حق دلوایا: عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورتیں مردوں کی طرح ہی ہیں۔سنن ابوداود حدیث نمبر (236) علامہ

البانی رحمہ اللہ تعالی نے صحیح ابوداود (216) میں صحیح کہا ہے۔

اسلام نے بیوی کے بارہ میں وصیت کی اور عورت کو خاوند کے اختیار میں بھی آزادی دی اور اس پر تربیت اولاد کی مسؤلیت کا ایک بڑا حصہ رکھا۔ اسلام نے ماں اور باپ پر اولاد کی تربیت کے بارہ میں بہت بڑی مسؤلیت اور ذمہ داری رکھی ہے:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

(تم میں سے ہر ایک راعی (سربراہ) ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے متعلق سوال ہوگا، امیر راعی ہے وہ اپنے ماتحتوں کے بارے میں جواب دہ ہے، اور آدمی آپنے گھر والوں پر سربراہ ہے وہ ان کے متعلق جواب دہ ہوگا، عورت خاوند کے گھر پر راعیہ ہے اسے اس کے بارے میں سوال ہوگا، اور غلام اپنے مالک کے مال کا راعی ہے اسے اس کے بارے میں سوال ہوگا ،) عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا۔ صحیح بخاری حدیث نمبر (853) صحیح مسلم حدیث نمبر (1829)۔

اسلام نے والدین کے ادب واحترام اور ان کے فوتگی تک اطاعت کرنے اور ان کا خیال اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے:

اللہ سبحانہ وتعالی کا اسی سلسلہ میں کچھ اس طرح فرمان ہے:

اور آپ کے رب نے صاف صاف یہ حکم دے رکھا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا، اگر تمہارے موجودگی میں ان میں سے ایک یا وہ دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے اف تک نہ کہنا، اور نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا بلکہ ان کے ساتھ ادب واحترام سے بات چیت کرنا (الاسراء 23)

اسلام نے خاندان کی عزت وعفت اور پاکیزگی ونسب کی حفاظت کرتے ہوئے شادی کرنے پر ابھارا ہے اور مرد وعورت کے درمیان اختلاط اور میل جول کو منع کیا ہے۔ اور خاندان کے ہر فرد کو اس کا ایک اہم کردار دیا ماں باپ کے ذمہ اولاد کی تربیت اور اولاد کے ذمہ والدین کی سمع واطاعت، کرنے کا حکم دیا۔ غرض دین اسلام نے دوسرے تمام مذاہب کے برعکس ایک بہترین خاندانی نظام پیش کیا ہے جو ہمارے معاشرے کو بہت سی برائیوں اور مسائل سے بچاتا ہے۔

اٹلی کی تاریخ۔

تحریر۔عدیلہ سلیم۔

اطالیہ(اطالوی میں Italia) جنوبی یورپ میں واقع ایک جزیرہ نما ملک ہے ہےرومی سلطنت اوررومی تہذیب یہاں سے شروع ہوتی ہے۔اب اسے انگریزی کی نقالی میں اردو میں بھی اٹلی کہاجاتا ہےاٹلی کوعیسائیت کا گڑھ کہاجائےتو غلط نہ ہوگا ۔رومن کیتھولک کےروحانی پیشوا جن کوپوپ کہاجاتا ہےوہ روم میں واقع ایک جگہ جسے ویٹی کن سٹی (شہر وایتکان) کہتے ہیں وہاں رہتے ہیں۔اسلام اٹلی میں رومن کیتھولک کے بعد دوسرابڑا مذہب سمجھا جاتا ہے۔اٹلی کا دارلحکومت روم ہے۔یہاں کی کرنسی لیرااورزبان اطالوی یااٹالین ہے۔اٹلی براعظم یورپ کاایک اہم زرعی ملک ہے، یہاں سے تمام یورپ کوزرعی چیزیں مہیا کی جاتی ہیں۔یہاں کامشہورشہروینس سمندر کے کنارے واقع ہے۔یہ ایک عجیب وغریب شہر ہے۔یہاں 77نہریں ہیں اس لیےاسےنہروں کاشہر بھی کہاجاتا ہے۔یہاں لوگ ایک دوسرے کےگھر جانے کے لیےکشتیوں کاسہارا لیتے ہیں۔

کولوسیم :

اٹلی کےشہرروم میں واقع ہے۔یہ عمارت 70عیسوی میں تعمیر ہونا شروع ہوئی اور 80عیسوی میں مکمل ہوگئی۔یہ مکمل طور پر کنکریٹ اورپتھروں سے بنی ہے۔ماہرین کااندازہ ہے کہ اس میں کم وبیش 50 سے 80ہزارافرادبیٹھ سکتے ہیں۔یہ عمارت انسانوں کی وحشتناک کی لڑائیوں جیسے کھیل تماشے کیلئے بنائی گئی تھی۔بہرحال 21صدی میں یہ اب بھی تباہ حال حالت میں کھڑا ہے۔یہ عمارت کئی زلزلوں اورپتھر کےچوروں کی وجہ سےتباہ ہوگئی،کولوسیم عظیم روم کی ایک پہچان تھی،اب یہ روم کابڑا سیاحتی اورتاریخی مرکز ہے۔610فٹ لمبااور 515فٹ چوڑا کولوسیم تقریبا16 ایکڑ پرمحیط ہے۔اس کی باہری دیواریں 157 فٹ اونچی ہیں۔

پیسا کا ٹیڑھا مینار:

پیسا کا مینار اٹلی کے صوبے پیسا میں واقع ہے۔ یہ مینار دراصل چرچ کا گھنٹی گھر ہے۔ جو اپنی تعمیری کے وقت سے ہی جھکنا شروع ہو گیا تھا۔ 185 فٹ اونچے مینار کی 296 سیڑھیاں ہیں۔ اس مینار کا سنگ بنیاد 14 اگست 1173 کو ایک جنگ میں کامیابی کے بعد رکھا گیا

۔ اس مرحلے میں صرف اس کی بنیاد اور پہلی منزل بنائی گئی۔ دوسری بار 1178 میں اس کی تعمیر شروع کی گئی اور صرف 2 اور منزلوں کا اضافہ کیا گیا۔ کیونکہ مینار کے نیچے مٹی نے بیٹھنا شروع کر دیا تھا۔ اس دفعہ تیسری منزل پر عارضی طور پر گھڑیال لٹکا دیا

گیا۔ 1272 میں اس کی تعمیر کا کام ایک دفعہ پھر شروع ہوا۔ آخر کار 1319 میں اس کی ساتویں اور آخری منزل تعمیر کی گئی۔ 1372 میں اس پر گھنٹی والا حصہ نصب کیا گیا۔ اس حصے میں کل سات گھنٹیاں نصب ہیں جن میں سے ہر ایک موسیقی کے 7 سُروں میں سے ایک سُر نکالتی ہے۔ آخری گھنٹی 1655 میں نصب کی گئی۔ 1990 سے لیکر 2001 تک اس مینار کو کچھ سیدھا کرنے اور اس کی جھکی ہوئی عمارت کو سہارا دینے کا کام کیا گیا ہے۔، جس کی وجہ سے مینار جو کہ 5.5 ڈگری جھکا ہوا تھا اسے کم کر کے 3.99 کر دیا گیا ہے۔

مشہور ہوٹل:

اٹلی کے بلند ترین اور مشہور ترین پہاڑوں جولین ایلپس پر ہزاروں فٹ کی بلندی پر ایک ایسا شاندار ہوٹل پایا جاتا ہے۔ کہ جس میں قیام کا خرچہ سن کر آپ کو یقین نہیں آئے گا۔ اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ یہ لاکھوں یا کروڑوں میں ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس شاندار ہوٹل میں قیام بالکل مفت ہے۔ اگر آپ اس تک پہنچ سکیں۔ اس ہوٹل تک پہنچنے کے لیے 8300 فٹ کی خطرناک چڑھائی چڑھنا پڑتی ہے۔ اور یہاں تک کوئی سڑک یا آسان راستہ نہیں ہے اسے بنانے کے لیے سٹیل اور لکڑی کی بھاری مقدار ہیلی کاپٹر کے ذریعے بلندی تک پہنچاء

اور برفانی پہاڑ کی چوٹی پر ایک شاندار ہوٹل تعمیر کیا گیا۔ دراصل یہ ہوٹل ایک مشہور کوہ پیما لوکا ویرچ کی یاد میں تعمیر کیا گیا ہے۔ جو اس جگہ کوہ پیمائی کے دوران جاں بحق ہو گئے تھے۔ لوکا کے دوستوں نے اس کی یاد منفرد قسم کا ہوٹل تعمیر کیا گیا ہے، جس میں کوہ پیما، سیاح یا کوئی بھی شخص قیام کر سکتا ہے، اگر وہ اس تک پہنچ سکے۔ یہاں پر قیام تو بالکل مفت ہے لیکن کھانے پینے اور دیگر ضروریات کا اہتمام خود کرنا پڑتا ہے

اٹلی کے عجائبات۔

یہ تصویر خواتین کی اونچی ہیل نہیں بلکہ دنیا کا خوبصورت اور مہنگا ترین باتھ ٹب ہے جو اٹلی میں تیار کیا گیا۔ باتھ ٹب کے بیرونی حصوں پر پھول بوٹوں کے خوبصورت نقش و نگار کئے گئے ہیں اور اندرونی حصہ مصنوعی ریشوں سے بنایا گیا ہے۔ اس کی تیاری میں پلاٹینم کی دھات کا استعمال کرنے سے اس کی قیمت بڑھ کر 41 ہزار ڈالر ہو گئی ہے۔

-Presidential suite,Hotel Cala di volpe.costa smeralda.

یہ شاندار اپارٹمنٹ اٹلی کے علاقے Divolpe hotal cala میں costasmeralda میں واقع ہے۔ اس اپارٹمنٹ میں تین بڑے کمرے، ایک نفیس ایریا، پرائیویٹ سوئمنگ پول، ایک نمکین پانی کا ہول موجود ہے۔ اس کے علاوہ ایک بہت بڑا ٹیرس بھی موجود ہے۔ جہاں سے ساحلی علاقے کا خوبصورت نظارہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ اس کشادہ اپارٹمنٹ کی

سجاوٹ بھی اٹلی کے ثقافت کے لحاظ سے کی گئی ہے۔ اس اپارٹمنٹ کا ایک رات کا کرایہ 27 ہزار 6 سو ڈالر ہے۔

سسلی، اٹلی:

تاریخی پس منظر کے حامل اس اطالوی جزیرے کے آسمان پر سارا سال سورج چمکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عموماً سورج کے دیدار اور اس کی حدت کے لطف سے محروم رہنے والے ٹھنڈے یورپی ملکوں کے باشندوں کی یہاں آمد کا سلسلہ بارہ مہینے جاری رہتا

ہے۔حسین قدرتی مناظر اور زندگی کی تمام رونقیں اپنے دامن میں سمیٹے سِسلی ، دنیا کے مصروف ترین سیاحتی مقامات میں سے ایک ہے۔اسی جزیرے پر یورپ کا سب سے اونچا آتش فشاں پہاڑ "ایٹنا" واقع ہے جس کی بلندی 3220 میٹر ہے ۔یہاں آپ کو مسلم تہذیب کے نشان بھی واضح طور پر دکھائی دے گے۔سِسلی ،زمانہ قدیم سے ہی مختلف سلطنتوں کے درمیان کشمکش کا منظر نظر آ رہا ہے۔عربی میں سِسلی کو صقیلہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔علامہ اقبال نے بانگ درا میں صقیلہ کے عنوان سے ایک نظم بھی لکھی ہے۔

آہ، سسلی ،سمندر کی ہے تجھ سے آبرو رہنما کی طرح اس پانی کے صحرا میں ہے تو۔

تو کبھی اس قوم کی تہذیب کا گہوارہ تھا حسن عالم سوز جس کا آتش نظارہ تھا۔

میرے درد کو جو بیاں ملے۔

تحریر۔نعیم سجاد۔

تم ہنسو تو دن نکلے چپ رہو تو راتیں ہیں   کس کا غم کہاں کا غم سب بیکار باتیں ہیں

ندیا پار چاند ڈھلک رہا تھا سرد ہواؤں کے جھونکے کسی بے وفا کی بے وفائی کی طرح ستم ڈھا رہی تھی۔اب کیا رونا ہی باقی رہ گیا تھا۔ہاں شاید میری زندگی میں اور باقی ہی کیا رہ گیا ہے۔اس سے بڑی سزا کیا ہوگی کہ جس کے لیے یہ دل دھڑکتا تھا یہ سانسیں جس کی مالا جپتی تھیں،کلائی میں چوڑیاں کھنکنے میں اسی کے نام کی جلترنگ سنائی دیتی تھی تو اب وہ نہ رہا تو اپنی دنیا اجاڑ اور بے آباد ہی دکھتی ہے

کیا کسی کو بھی خواہ اپنا ہو یا پرایا،دوسرے کو شکست سے دوچار کرنے کے لئے یہی محبت نامی چیز ہی ملتی ہے ہاں یہی سمجھے میں بھی اسی محبت نما دھوکہ بازی کے ہاتھوں سرنگوں ہوئی ہوں۔کاش محبت نہ ہوتی اگر ہوتی بھی تو مجھے نہ ہوتی،کم از کم اس بے پرواہ ظالم سے۔

کہتے ہیں جس کو محبت میں بے وفائی ملی ہو وہی کسی بے حال کا دل کا درد سمجھتا ہے لیکن جھوٹ لوگ تو بس تکلیف پہنچانا ہی جانتے ہیں محبت سے کسی کو غرض کہاں۔

میں شانزے ہوں،ماں مجھے کسی بادشاہ کی بیٹی ہی کہتی ہیں بے شک گھر بھر کی لاڈلی اور اکلوتی ہوں مگر غرور نام کا بھی نہیں،گھر میں امی ابو ہی ہیں چہیتی ہوں میں دونوں کی،جان چھڑکتے ہیں دونوں مجھ پر،کچھ فطرت بھی ایسی پائی کہ محبت کا گویا مجسمہ،کسی چرند پرند و حیوان کو بھی تکلیف میں دیکھنا درکنار۔

میرے والدین بھی نیک اور غمگسار مگر میں نے ان کو بھی پیچھے چھوڑ دیا کبھی کبھی ابو جانی کہتے بیٹا یہ حد سے زیادہ حساسیت اور ہر کسی کے غم میں دوڑنے والا جب خود تنہا رہ جائے کوئی اس کی مشکل میں اس کا ساتھ نہ دے تو خود کو ناکام و نامراد سمجھتا ہے بے شک جذبہ حب اچھا لیکن حد سے زیادہ کوئی بھی چیز ہو مضر ہے خواہ محبت ہو یا عداوت،لیکن میں ان کی بات کو کہاں خاطر میں لانے والی تھی،محبت ہی میرا اوڑھنا بچھونا اور زندگی کا حاصل تھی بھلا مجھے کوئی اس حوالے سے قائل کر سکتا تھا۔

ہمارے محلے میں ہی سلمان رہتا تھا دو بڑی بہنیں تھیں والدین بھی حیات تھے۔جب میں نے ایف۔ایس۔سی پاس کی تو اسکے والدین بر لائے، میرے والدین مطمئن تھے کیونکہ میری آنکھوں کے جلتے جوت بھلا ان سے پوشیدہ رہ سکتے تھے،سلمان کا پہلا افیئر اسکی کزن سے چلا جو بعد میں اس وجہ سے پایہء تکمیل تک نہ پہنچ سکا کیونکہ اسکی خالہ امیر تھیں اور سلمان

کی کزن بھی یہ کہہ کر انکار کردیا کہ وہ اپنے والدین کی مرضی کے بغیر نہیں چل سکتی۔ اس طرح سلمان کے لیے کوئی امید باقی نہ رہی اور اس نے گھر والوں کو کہیں بھی اسکا رشتہ طے کر دینے کا کہہ دیا۔ اس کے گھر والوں کا قرعہ ءفال میرے نام نکلا اور جس دن میرے رزلٹ کو ۲۲ دن اور بی۔ ایس میں ایڈمیشن ٹیسٹ کو ۲۹ دن ہو چکے تھے میری منگنی سلمان سے کر دی گئی۔ ہم لڑکیاں پتہ نہیں بے وقوف ہوتی ہیں یا ازل سے دھوکہ کھانا ہماری سرشت میں ہے کہ منگنی کے بعد سلمان سے باتیں کرنا اسی کو خیالوں میں سوچنا، خوابوں میں دیکھنا، اور باتوں میں بیان کرنا میرا مقصد اول بن گیا۔

وہ بی کام کر کے ایک بینک میں کام کر رہا تھا اور پوسٹ بھی بہتر تھی سلمان کی ایک بہن کا دو ماہ بعد انکا شادی کا ارادہ تھا اسکے ابو مستریوں کا کام کرتے تھے گھر کے خرچ میں انکو کوئی تنگی و فاقہ نہ تھا مگر انکی خالہ، جو مڈل گھرانے سے نکل کر ہائر سوسائٹی میں چلی گئی تھیں اب اپنی بہن اور اسکے بیٹے بیٹیوں کو عید کے عید ہی دیکھنے آتی تھیں حیا نے ایف اے کر لیا تھا پڑھائی میں شوق نہ تھا مگر گھر والوں کے اصرار پر ایف اے تک پڑھا تھا اس نے۔

خیر سلمان سے میری ملاقات کم ہی ہوتی تھی کیونکہ میرے بی ایس کی کلاسز جلد شروع ہونے والی تھیں اور میں کپڑے، کتابوں وغیرہ میں مصروف تھی سلمان کو ہفتہ، اتوار کا آف تھا وہ ہمارے گھر اکثر آتا رہتا تھا۔

مجھے منگنی سے پہلے تو سلمان سے اتنی خاص انسیت نہ تھی لیکن بعد میں جب جب اس سے سامنا ہوتا تھا، ہوش وحواس جواب دے جاتے اس سے پل دو پل نظریں ملانا مشکل تو چند باتیں کرنا محال اور اسکو سننا تو لا محال۔ لیکن اس کو سننا اور سنتے ہی جانا میرا پسندیدہ مشغلہ تھا۔

’’کیسی ہو ‘‘

’’فائن‘‘ اس کی پوچھنا محال تھا۔

’’کب کلاسز سٹارٹ ہو رہی ہیں آپکی‘‘

’’۲۹ اگست سے‘‘

’’بی ایس الیکٹریکل انجنیئرنگ‘‘ اس نے استفسار کیا اور میں نے تھوک نگلا۔

’’ہاں‘‘ اف یہ جا کیوں نہیں رہے کیا آج سارا انٹرویو لیں گے’’میں چائے لاتی ہوں‘‘

’’شکریہ‘‘ وہ صوفہ سے سہارا لے کر بیٹھ گیا میری تو جان پہ بنی تھی مژدہ ءجاں ملنے پہ کھسک گئی پھر چائے دینے امی ہی آئیں اور پھر باتیں کرنے لگیں کمرے سے انکی باتوں پر کان اڑے سے بیٹھی تھی امی کے سامنے بڑے تابعدارانہ انداز میں بیٹھا ان سے انکے مسئلے اور اپنے گھر کے حالات جو بہتری کی طرف جا رہے تھے، بیان کر رہا تھا۔

ہوا میں خنکی تھی، چڑیاں شمس ڈھلتے ہی آشیانوں کی طرف پرواز کر جاتیں۔

جاتے اگست کے دن تھے ساون کی بارشوں نے موسم کو قدرے خنک کر دیا تھا، سب اجلا اجلا سا دکھتا تھا۔

ترا دیدار تراذکر تجھ سے پیار بھری باتیں   تقاضا دلِ ناسمجھ کا صبح شام یہی ہے

کلاسز شروع ہوئیں، پڑھائی میں سر کھپانا شروع۔ دن گزرتے جا رہے تھے ہماری منگنی میں پہلی عید آرہی تھی۔ عید قرباں کے لیے ابو نے بکرا پہلے ہی لے لیا تھا کیونکہ عید کے نزدیک کوئی قربانی کے لئے جانور خرید لے، ممکن نہیں۔ جبکہ سلمان لوگوں کا حصہ ڈالنے کا ارادہ تھا ہمارے ہاں عید پر لڑکی والوں کے ہاں کچھ تحائف بھیجنے کا رواج تھا۔ پڑھائی اچھی جا رہی تھی۔ یونی میں، میں نے اپنی منگنی کا کسی کو بھی نہیں بتایا تھا ویسے ہی کیا فائدہ لڑکیاں پیچھے ہی پڑ جاتی ہیں۔

ان دو ماہ کے دوران سلمان کی امی کی طبیعت خراب ہوئی ایک تب اور ایک ابھی ۱۵ ستمبر کو جب اسکی پروموشن ہوئی تو اسکو مبارکباد دینے (امی ابو کے دھکوں کے نتیجہ میں، کہ وہ کیا کہے گا)، جو مجھے ملے، میں آئی۔ عجب بات کہ جس سے محبت ہو ہر پل اس کو دیکھنے کو دل میں ہلچل سی مچی رہتی ہو اور جب وہ روبرو آئے تو دل تھم سا جاتا ہے۔ سانسیں بے قابو اور نظریں تو نظریں، زبان گنگ رہ جاتی ہے۔ پتہ نہیں کیا چیز ہے یہ محبت۔

عید پر وہ ہمارے گھر آیا، ہمیں یونی سے ہفتہ بھر کی چھٹیاں تھیں۔ اسے چار چھٹیاں ملی تھیں عید کے پہلے دن وہ ہمارے گھر آیا خوب نک سک سے تیار ہو کر، سفید قمیض شلوار، جن میں کرتے پر بلیو کلر کی کڑھائی تھی۔ بال جیل سے جمے ہوئے تھے اور پاؤں میں مہنگے شوز، دولت کی نئی نئی خماری۔ میں نے عید پر ان کے گھر سے آئے کپڑے ہی پہنے ہوئے تھے۔ نفیس اور عمدہ، خوبصورت تو خیر میں تھی ہی، ہر عروس بھی جچتا تھا۔ یہ تو پھر محبت کا تحفہ تھا حسن کیسے نہ بڑھاتے۔ امی ابو کو عید کی مبارکباد اور گوشت دینے کے بعد وہ کمرے میں آ گیا۔

''عید مبارک''

''خیر مبارک'' میں نے بھی جھٹ سے جواب دیا، ازلی ڈھیٹ پن کوئی '' آپ کو بھی عید مبارک'' جیسا کوئی جملہ نہیں۔

''اچھا کیسا گزرا عید کا دن''

''اچھا، بہتر'' زبان گھگھیا نے لگی (عید مبارک دے دی اب جاؤ بھی اور یہ امی ابو کوئی کمرے میں ہی آ جائے)

''تم مجھ سے ڈرتی ہو'' جھٹ سے مجھے بازو سے پکڑ لیا۔ چوڑیاں تڑخنے لگیں، سانس رکنے لگی زبان گویا تالو سے چپک گئی ٹھنڈے پسینے اور کپکپی نے رہی سہی کمی بھی پوری کر دی۔

''ارے کیا ہوا آپ کو''اس نے جھٹ بازو چھوڑا ۵،٦ چوڑیوں کے ٹکڑے چھن سے فرش پر آرہے۔''اوہ سوری، مجھے پتہ نہ چلا''(ظالم)اس نے سمجھا شاید چوڑیاں ٹوٹنے پر مجھے کہیں چبھ گئی ہیں''کچھ زخم تو نہیں آیا۔''آئم سوری''وہ شرمندہ ہوا ،اور مجھ سے بھلا یہ برداشت ہوتا تھا کہ وہ مجھ سے معافی مانگے،

''نہیں،نہیں اٹس اوکے،کچھ نہیں''سانسیں بحال ہوئیں۔کمزور زبان نے کمزور انداز میں جواب دیا

''اوکے اپنا خیال رکھنا''میں گویا ہواؤں میں اُڑنے لگی۔

باہر سے امی اسکو بیٹھنے کا کہہ رہی تھیں مگر وہ کسی کام کا کہہ کر چل دیا اور میں وہیں کی وہیں رہ گئی جل تھل دھڑکنوں کو سنبھالتی چوڑیوں کے ٹکڑے سمیٹتی اور اپنے بازو پر اس کے لمس سے گھبراتی ،بستر پر بیٹھ گئی۔

''شانزے بیٹا! آؤ گوشت پکالو سلمان دے گیا ہے'' امی پکارتے پکارتے اندر تک آ گئیں۔میں نے سرعت سے ہاتھ دوپٹے میں لپیٹ لیا۔

''ارے چوڑیاں کیسے توڑیں تم نے،زخم تو نہیں آیا''امی پریشان تھیں۔

''نہیں امی،وہ ہاتھ تپائی سے ٹکرایا،ٹوٹ گئیں،اور ویسے بھی امی چوڑیاں تو ٹوٹنے کے لئے ہی ہوتی ہیں،(بس دل انمول ہوتے ہیں یہ ٹوٹنے نہ پائیں)''میں تھوڑا سا مسکائی میرے جواب سے مطمئن ہوئیں ویسے بھی دنیا تو بیرونی چوٹیں ہی تو دیکھتی ہے۔

''بھائی! یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ''سامعہ،سلمان کی بات پر چونکی

''ہاں تو کیا وہ اچھی ہی تو ہے''سلمان بولا۔ایسے نہیں کہتے،پرانی محبت بھلائے نہیں بھولتی۔

''لیکن بھائی اس نے تو آپکی ذرہ بھر پرواہ نہ کی تھی امی ابو کو پانچ چکر لگوائے اپنے گھر پر،پھر امی کو ٹکا کے جواب دے دیا کہ تم اور ہم لوگوں کا کوئی میل نہیں پھر اب دو سالوں بعد جب آپ اسٹیبلش ہو گئے منگنی ہو گئی تو اب وہ پھر۔۔۔بھائی آپ ہی کچھ خیال کریں اگر اس کو آپ کا خیال ہوتا تو تب ہی آپ کا ساتھ دیتی یہ کہہ کر کہ خاندان والے راضی نہیں،اپنے آپ کو 'ڈراپ' نہ کرتی اب وہ کیا چاہتی ہے آپ سے،آپ اسے سیدھی طرح بتا دیں اور آپ نے اس سے بات کیوں کی منہ پر تھپڑ دے مارتے میں آپ کی جگہ ہوتی تو یہی کرتی کم از کم وہ اس لائق تو ہے ہی۔''

''اسٹاپ اٹ شمسہ!''وہ درشتگی سے بولا''کیا ہوا جو اس نے بہتر زندگی کے خواب دیکھے تھے دو سال پہلے میں تھا ہی کیا،ایک بی کام پاس ہی نا،آج ہمارے ملک میں ایم۔ایس۔سی کو کوئی نہیں پوچھتا تو بی کام کو کون پوچھتا ہے وہ تو اللہ کا کرم ہوا تو نوکری لگ گیا،اور اسٹیبل ہو گیا۔کیا ہر لڑکی کے خواب نہیں ہوتے کہ وہ ان مسائل کو نہ دیکھے جن سے اس کے ماں باپ

اپنا آپ نبھاتے نظر آتے رہے وہ بھی اسی لئے چپ کر گئی۔ کیا بولتی ، میں تھا ہی کیا، وہ خالا اور خالو کو کیسے مناتی ، کیسے سمجھاتی ، اب جبکہ میں اچھی پوسٹ پر ہوں تو وہ مجھ سے دوبارہ بات کرنا چاہتی ہے، مجھے چاہتی ہے وہ۔۔۔میں اسے چاہتا ہوں تو اس میں مسئلہ کیا ہے سب کچھ پہلے جیسا ہونے جا رہا ہے تو کیا مسئلہ ہے، تم بتاؤ،"

سلمان کی اس چشم پوشی پر وہ حیران تھیں کیا اسے ذرا بھی احساس نہیں۔

"بھائی آپ اپنے اور حیا کے بارے میں تو سوچ رہے ہیں لیکن کیا آپ نے اسکا بھی سوچا ہے جو آپ سے بندھی بیٹھی ہے،"

"کون،" وہ چونکا، "شانزے،، چھوڑو بھی، مجھے اس سے محبت ہے نہ کوئی دلی وابستگی تو ساتھ کیسے نبھایا جا سکتا ہے۔ ویسے بھی اس جیسی دبولڑکی کو جو اپنائے گا، وہ کم از کم میں نہیں ہو سکتا اس کا جینے کا اور انداز ہے اور میں اور طرح کا جیون ساتھی چاہتا ہوں، جیسی کہ حیا ہے،"

"کیا مطلب بھائی، تو آپ نے کیا سوچا، شانزے کا کیا ہو گا، یہاں کیا کسی ایسی لڑکی جس کی منگنی ٹوٹ گئی ہو، ہمارا معاشرہ قبول کرتا ہے، وہ تو گویا ایسے ہوتا ہے، گویا مطلقہ، وہ تو۔۔۔" سامعہ سے مزید نہ بولا گیا۔

"تو کیا بڑی بات ہو گئی، اس کے لئے بھی اللہ نے جوڑ بنایا ہو گا مجھ سے بہتر بس امی ابو کو کہہ دو کہ شانزے کی گھر والوں کو کہہ دیں کہ وہ یہ منگنی ختم سمجھیں اور امی ابو کو حیا کے گھر جانے کا کہو اس بار خالہ انکار نہیں کریں گی۔ مجھے یقین ہے" ڈھیٹ پن عود کر آیا۔

وہ ان دونوں کو ساکت چھوڑ کر جا چکا تھا۔ "یہ کیا آپی" سامعہ مہر بہ لب تھی۔

"ہوں۔۔۔بے حیا" شمسہ غصہ میں کمرے سے باہر نکل گئی۔

میری تو سانس بند ہوئی، دل چور، چور ہوا۔سر دھوا بے وفا کی طرح برچھیاں چلاتی جا رہی تھی۔

"سلمان کو ذرا حیا نہ آئی۔کس طرح منگنی توڑنے کا کہہ دیا، اس طرح بھی کوئی کرتا ہے۔اپنی بھی دو بہنیں ہیں، کل کلاں کو ان کے ساتھ ایسا ہو گیا تو سلمان کیا کرے گا،"

امی بآوازِ بلند تبصرہ کر رہی تھیں، سلمان کے گھر سے سارا سامان واپس آ گیا تھا۔ جو عید پر عیدی اور دوسرے لوازمات وغیرہ امی عیدی کے طور پر دے آئی تھیں ۔ یہ صرف منگنی ہی نہیں، دل بھی ٹوٹا تھا، ارمان مسمار ہوئے تھے۔اعتبار بھی زنگ آلود ہوا تھا ۔کیا غلطی تھی میری یہی کہ سلمان پر اعتبار کیا تھا، یہی کہ اس کی چاہ کی، اسی سے وفا کی، سچ ہے، آج کے زمانے میں کہاں محبت، کہاں کی رفاقت، ہر چیز دغابازی سے چالاکی سے مشروط۔سلمان کا ماں باپ سے سخت جھگڑا ہوا، وہ اپنی بے عزتی پر آہ و بکا کر رہے تھے، کہ کس طرح اس کی خالہ نے اس کو انکار کر دیا تھا کیا وہ بھول گیا، لیکن آخر وہ والدین تھے اس کے، اس کے

آ گے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو گئے،اس کے امی ابو ہم سے سخت شرمندہ تھے اس کی بہنیں الگ۔لیکن اب کیا ہو سکتا تھا،اور آج ۹ دسمبر کو اس کی منگنی حیا سے ہونا قرار پائی تھی۔

مجھے اس سارے میں کیا ملا تہی داماں رہی جو شوق تھے،رنگوں سے کھیلنے کے، تتلیوں کے پیچھے بھاگنے کے، محبت کے گن گانے کے،سب خاک ہوئے کوئی محبت پر اعتبار کرے نہ کرے میرا کوئی ارادہ نہیں،میں تو سوچتی تھی کہ جو ایک بار محبت میں دھوکے سے نبرد آزما ہو وہ اس سے دور بھاگتا ہے اور شاید سارے ایسے ہی ہوتے ہیں،میری محبت سلمان سے تھی ۔اس کے ساتھ سے نہ تھی،کیا ہوا جو اس کا ساتھ نہ ملا،میرے لئے میری محبت ہی کافی۔ہاں دل میں یہ فیصلہ پکا ہوا کہ محبت ناپ کی چیز،والدین اور اپنے خاندان سے ہو تو ہی اچھا،۔اور رشتے محبت کو غرض سمجھتے ہیں حق وصولنے کا بہانہ ہیں تو امی کو کہتی ہوں امی کوئی بات نہیں،چھوڑیں دل بھی چوڑیوں کی طرح ہوتے ہیں ٹوٹ گئے سو ٹوٹ گئے محبت نامی دھوکہ بار بار کھانا عقل والوں کا شیوہ نہیں۔

آج افسوس ہو رہا ہے حالِ زندگی پر
کاش کبھی کسی سے حد سے زیادہ محبت نہ کی ہوتی

موسم خزاں میں جلد کی دیکھ بھال۔

تحریر۔افشاں شاہد۔

یوں تو ہماری جلد کو ہر موسم میں توجہ اور دیکھ بھال کی ضرورت ہوتی ہے لیکن موسم خزاں میں جب خشک ہوائیں چلتی ہیں تو جلد میں موجود نمی کو چرالیتی جلد بے رونق اور سوکھے پتے جیسی ہو جاتی ہے اس لیے جلد کی تازگی اور رونق برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ اس موسم میں عام دنوں سے زیادہ جلد کا خیال رکھا جائے تا کہ جلد ہشاش بشاش اور پھولوں جیسی نرم و ملائم رہے موسم خزاں میں جلد کی تر و تازگی بحال رکھنا اتنا بھی دشوار نہیں بس چند باتوں کا خیال رکھ کر آپ موسم خزاں میں بھی اپنی جلد کو پُر رونق اور چمکدار رکھ سکتے ہیں اس کے لیے درج ذیل باتوں کا خیال رکھیں۔

"پانی کا استعمال"

جیسے ہی گرمیوں کے موسم میں تھوڑی سی تبدیلی رونما ہوتی ہے اور کچھ ٹھنڈک کا احساس ہونا شروع ہوتا ہے ،لوگ پانی کی کمی کے ڈر سے جتنا پانی گرمیوں میں پیتے ہیں اور بہت زیادہ محتاط رہتے ہیں بالکل اس بات کو پس پشت ڈال دیتے ہیں اور بڑی مشکل سے پورے دن میں پانچ سے چھ گلاس پانی پیتے ہیں جس کے باعث جلد اور زیادہ روکھی ہو جاتی کیونکہ ایک تو موسم خزاں کا اثر ہوتا ہے اور دوسرا پانی کی کمی یہ دونوں چیزیں جلد کو بہت بری طرح متاثر کرتی ہیں اسی لیے چاہیے کہ دن میں کم از کم دس سے بارہ گلاس پانی پیا جائے تا کہ جلد کی شادابی برقرار رہے اور جلد خشک نہ ہو بالکل اس بات کو پس پشت ڈال دیتے ہیں اور بڑی مشکل سے پورے دن میں پانچ سے چھ گلاس پانی پیتے ہیں جس کے باعث جلد اور زیادہ روکھی ہو جاتی کیونکہ ایک تو موسم خزاں کا اثر ہوتا ہے اور دوسرا پانی کی کمی یہ دونوں چیزیں جلد کو بہت بری طرح متاثر کرتی ہیں اسی لیے چاہیے کہ دن میں کم از کم دس سے بارہ گلاس پانی پیا جائے تا کہ جلد کی شادابی برقرار رہے اور جلد خشک نہ ہو

"اچھی غذا کا استعمال"

انسان جو کھاتا پیتا ہے وہی اس کے چہرے پر خوبصورتی یا بدصورتی کے روپ اجاگر ہوتا ہے زیادہ چکنی غذائیں انسانی صحت اور جلد دونوں کے لیے مضر ہے اس لیے اس موسم میں گوشت اور مرغن غذاؤں کا استعمال کم کر کے زیادہ تر ہری سبزیوں اور پانی والے پھلوں کا اپنی خوراک میں شامل کرنا چاہیے کیونکہ پھل اور سبزیاں انسانی جلد کو تر و تازہ رکھنے میں مدد دیتی ہیں

"سن بلاک کا استعمال"

لوگ گرمیوں میں باہر نکلتے وقت جس باقاعدگی سے سن بلاک کا استعمال کرتے ہیں موسم خزاں میں اسکا استعمال ترک کر دیتے

ہیں جوکہ انتہائی غیر مناسب ہے کیونکہ سورج کی تپش میں کمی واقع ہوتی ہے لیکن سورج موجود تو ہوتا ہے اس لیے اس موسم میں بھی گھر سے باہر نکلنے سے پہلے سن بلاک ضرور لگائیں تا...... کہ جلد کو سورج کی شعاعوں سے محفوظ رکھا جا سکے جو جلد کو نقصان پہنچانے کا باعث بنتی ہیں"

"موئسچرائزر کا استعمال"

اس موسم میں جلد کی تازگی و شادابی برقرار رکھنے کا سب سے بہترین حل موئسچرائزر کا استعمال ہے کیونکہ موسم خزاں سے ہی اگر موئسچرائزر کا استعمال شروع کر دیا جائے تو سردیوں کے موسم بھی نہ ہی جلد خشک ہوگی اور نہ ہی کریک پڑینگے بازار میں مختلف قسم کے موئسچرائزر موجود ہیں کسی بھی اچھے سے موئسچرائزر کریم یا لوشن کا انتخاب کریں اور اسے اپنے جسم پر لگائیں دن کے اوقات میں بھی اور رات کو سونے سے قبل بھی اور خاص کر کے ان جگہاہوں پر جہاں جلد کے پھٹنے کا ڈر ہو۔

"بے بی اوئل یا بادام کا تیل"

اس موسم میں بادام یا بے بی اوئل سے ہاتھ اور پیروں کا مساج کیجیے یہ نہ صرف جلد کو خشک ہونے سے بچاتا ہے ساتھ ہی جلد کو چمکدار اور جاذب نظر بھی بناتا ہے اور یہ ایک بہترین موئسچرائزر کا بھی کام کرتا ہے۔

"پھٹے ہوئے ہونٹوں کا علاج"

جلد کے ساتھ ساتھ اس موسم میں ہونٹ بھی پھٹنے لگتے ہیں اور سیاہ ہونا شروع ہو جاتے ہیں اور کبھی کبھی تو اتنی بری صورتحال ہو جاتی ہے کہ ہونٹوں سے خون رسنے لگتا ہے اس کا بہترین اور آسان حل یہ ہے کہ دودھ کی بالاء کو فریج میں رکھ دیا جائے اور روز رات کو ہونٹوں پر لگایا جائے اور اس میں عرق گلاب کے چند قطرے بھی شامل کر سکتے ہیں اس کے باقاعدہ استعمال سے نہ صرف ہونٹ نہیں پھٹینگے ساتھ ہی گلاب کی پنکھڑیوں جیسے خوبصورت ہو جائیں گے۔

رشین سیلیڈ

اجزاء......آلو: دو عدد (ابلے ہوئے)، سیب: دو عدد، چکن بریسٹ: دو عدد (ابال لیں)، بیز: ایک کپ (ابلے ہوئے)، فریش کریم: ایک کپ۔ دہی: ایک کپ، مایونیز، ایک کپ، نمک: حسب ذائقہ۔

ترکیب......آلو اور سیب چوکور ٹکڑوں میں کاٹ لیں۔ چکن کے باریک باریک ریشے کرلیں۔ اب کریم، دہی، اور مایونیز کو نمک ڈال کر اچھی طرح پھینٹ لیں۔ اس کے بعد آلو، سیب، بیز اور چکن ڈال کر اچھی طرح مکس کرلیں۔ مزیدار رشین سیلیڈ تیار ہے۔ خوب ٹھنڈا کر کے پیش کریں۔

روسٹ چلی چکن

اجزاء۔

چکن ایک کلو، ادرک لہسن کا پیسٹ ایک کھانے کا چمچ، نمک ڈیڑھ چائے کا چمچ، کالی مرچ ایک تہائی چائے کا چمچ، سرکہ ایک کھانے کا چمچ، سویا سوس دو کھانے کے چمچ، آئل آدھا کپ، پانی ایک کپ، چلی سوس دو کھانے کے چمچ، کیچپ دو کھانے کے چمچ، لہسن ایک کھانے کا چمچ، سلائس کٹی پیاز ایک عدد، سلائس کٹی شملہ مرچ ایک عدد، ہری مرچ آٹھ عدد

ترکیب؛

چکن کو ادرک لہسن کا پیسٹ، نمک، کالی مرچ، سرکہ اور سویا سوس سے میرینیٹ کر کے تیس منٹ کے لیے رکھ دیں۔ اب پین میں آدھا کپ آئل گرم کر کے میرینیٹ کی ہوئی چکن دس منٹ فرائی کرلیں۔ پھر اس میں ایک کپ پانی ڈال کر ڈھکیں اور چکن گلنے تک پکائیں۔ پھر اس میں چلی سوس، کیچپ شامل کردیں۔ اس کے بعد ایک فرائنگ پین میں دو کھانے کے چمچ تیل گرم کر کے لہسن گولڈن فرائی کرلیں۔ پھر اس میں کٹی پیاز ڈال کر دو منٹ پکائیں۔ آخر میں سلائس میں کٹی شملہ مرچ اور ہری مرچ شامل کر کے تھوڑا سا بھونیں۔ پھر اس آمیزے کو چکن میں شامل کر کے سرو کردیں۔

قیمے کے کٹلس

اشیاء: قیمہ آدھا کلو، ٹماٹر 2 عدد بڑے، زیرہ آدھا چائے کا چمچ، پیاز ایک بڑی، سرخ و سیاہ مرچ حسب ضرورت، ڈبل روٹی کا توس ایک بڑا یا دو چھوٹے۔ سوکھا توس، گھی، نمک، ہرا دھنیا، ہری مرچ، تھوڑی سی، انڈا ایک عدد۔

ترکیب: قیمے میں گھی، کٹی ہوئی پیاز، ہرا مصالحہ، ٹماٹر، مرچیں اور زیرہ ڈال کر دھیمی آنچ پر پکنے دیں۔ یہ خود اپنے ہی پانی میں پکے گا۔ جب پانی خشک ہو جائے تو بھون کر اتار لیں۔ توس پانی میں بھگو دیں، پھر نکال کر اور خوب اچھی طرح نچوڑ کر قیمے میں ملا دیں۔ اگر ڈر ہے کہ انڈا ملانے سے قیمہ زیادہ گیلا ہو جائے گا تو انڈا پھینٹ کر الگ رکھ لیں۔ قیمے کی بیضوی شکل کی چپٹی چپٹی ٹکیاں بنا لیں۔ انڈا لگا لگا کر ڈبل روٹی کے چورے میں دباتی جائیں جب چورا طرح ان میں مکس ہو جائے تو گرم گرم آئل میں فرائی کر لیں مزیدار قیمے کے کٹلس تیار ہیں۔

ایگ فرائیڈ رائس

اجزاء

چاول باسمتی۔ ایک کلو، دھو کر بیس منٹ کے لئے بھگو دیں
انڈے۔ چار عدد، چٹکی بھر زردہ کا رنگ ملا کر پھینٹ لیں
ہری پیاز کے پتے باریک کٹے ہوئے۔ ایک پیالی
گاجر۔ تین عدد، باریک کٹی ہوئی
شملہ مرچ۔ دو عدد، باریک کٹی ہوئی
لہسن کا عرق۔ دو کھانے کے چمچ
سویا ساس۔ دو کھانے کے چمچ
سفید سرکہ۔ ایک کھانے کا چمچ
کالی مرچ کٹی ہوئی۔ آدھا چائے کا چمچ
چینی۔ ایک چائے کا چمچ
اجینو موتو۔ آدھا چائے کا چمچ، نمک۔ حسبِ ذائقہ
دار چینی۔ ایک ٹکڑا بھون کر پیس لیں
ڈالڈا تیل۔ ایک پیالی، تل کا تیل۔ چند قطرے

ترکیب

اس سے پہلے ہم آپ کو چائنز رائس کی ایک ترکیب دے چکے ہیں دوسری ترکیب آپ کو دوسرے طریقے سے بتا رہے ہیں آپکو جو آسان لگے آپ وہ پکا لیں۔ سب سے پہلے بھیگے ہوئے چاول میں مزید پانی ڈال دیں ساتھ میں نمک ایک کھانے کا چمچ، سرکہ ڈال دیں۔ دو کنی ابل جائیں تو پانی نکال کر پانچ منٹ کے لئے دم لگا دیں۔ پھر ایک اخبار پر چاول پھیلا دیں۔ جب Serve کرنا ہو تو ایک کڑاہی میں تیل ڈال کر گرم کریں لہسن کا عرق ڈال کر انڈے ڈال دیں جلدی جلدی چمچہ چلاتے ہوئے سویا ساس، سرکہ، کالی مرچ، شملہ مرچ، گاجر، پیاز کے پتے ڈال دیں۔ پھر پانچ منٹ بھون کر چاول ڈال دیں۔ چینی اور تھوڑی سی سویا ساس، اجینو موتو ڈال کر دونوں ہاتھوں میں چمچے لیکر اسٹر فرائی کر لیں۔ Egg Fried Rice تیار۔ اوپر سے چند قطرے تل کے تیل کے ڈال دیں۔ گرم گرم چکن چلیز یا Beef Chillies کے ساتھ Serve کریں۔

کچھ سوال میرے بھی

تحریر۔آمنہ نثار۔

شازیب زوروشور سے گرج رہا تھا۔۔۔جیسے کوئی انہونی ہوگئی ہو۔۔کبھی غصے سے کمرے کے اندر چکرلگاتا تو۔۔کبھی کمرے سے باہر۔۔۔اس کا غصہ کسی ٹھاٹھیں مارتے سمندر کی مانند تیز سے تیز تر ہوتا جارہا تھا۔۔چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔۔۔آنکھیں غصے سے جیسے ابھی اُبھر کے باہر آجائیں گئی۔۔۔

بس۔۔۔

میں نے کہہ دیا۔۔۔۔

جیسے کوئی حتمی فیصلہ سنارہا ہو۔۔۔۔

زہرہ اب کالج نہیں جائے گئی۔۔۔تو۔۔۔بس نہیں جائے گئی۔۔۔۔

بہت پڑھ لیا اس نے جو پڑھنا تھا۔۔۔۔اب کالج جانا بند۔۔۔۔

یہ ناک کٹوائے گی اس خاندان کی۔۔۔یہ بات میری غیرت گوارا نہیں کرتی۔۔۔۔

اس کی پڑھائی اس خاندان کی عزت سے بڑھ کر نہیں ہے۔۔۔۔۔

شازیب کا غصہ کسی صورت ٹھنڈا ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔۔۔۔۔

شازیب کا جی چاہ رہا تھا کہ اسی وقت بہن کو غیرت کے نام پر قتل کر دے۔۔۔یا۔۔زمین میں زندہ گاڑ دے۔۔۔۔۔

مگر۔۔۔۔۔۔

ماں تھی جو کبھی شازیب کے پاؤں پڑ جاتی تو۔۔کبھی ہاتھ پکڑ لیتی۔۔۔۔روتی گڑگڑاتی بیٹی کی زندگی کی بھیک مانگ رہی تھی۔۔وہ آوارہ لڑکا اس کا پیچھا کر رہا تھا آخر اس میں میری بیٹی کا کیا قصور ہے؟؟

شازیب غصے سے بےقابو ہوتے ہوئے۔۔اگر اس کا قصور نہیں تو وہ لڑکا اس گھر کی دہلیز تک کیسے آن پہنچا۔۔۔؟؟؟

وہ اس کے کالج تک کیسے پہنچ گیا۔۔۔۔؟؟؟

اُس کے پاس اس کا نمبر کیوں؟؟؟؟

ہے آپ کے پاس ان باتوں کا جواب؟؟؟بتائیں مجھے۔۔۔۔اگر آپ کی لاڈلی بےقصور ہے تو۔۔۔

یہ سوال جواب اس لڑکے سے کرو۔۔اس میں زہرہ کا کیا قصور۔۔۔۔

زہرہ کا قصور ہے تو یہ۔۔کہ۔۔۔وہ عورت ہے۔عورت ہونا زہرہ کا قصور ٹھہرا۔۔۔۔اور آنسو نے بات مکمل نہ کرنے دی۔۔۔۔۔

زہرہ بہت کچھ اپنی صفائی میں کہنا چاہتی تھی۔۔۔مگر۔۔۔لفظ تو جیسے گونگے ہو گئے۔۔۔اس کے ہونٹ سیل گئے۔۔۔۔اور زبان ساتھ دینے سے قاصر ہو گئی۔زہرہ کو اپنا وجود کسی گہری کھائی میں گرتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔ایسی کھائی جس سے نکلنا مشکل ہو گیا۔۔۔اور سانسیں جیسے پل بھر میں رک جائیں گی۔۔۔

ماں کی ممتا نے زہرہ کی زندگی تو بچا لی۔۔مگر۔۔۔تعلیم حاصل کرنے کا خواب زہرہ کا خواب ہی رہ گیا۔

اور وہ اپنے ٹوٹے ہوئے خوابوں اور بکھرے وجود کو سمیٹتے ہوئے گھر کی چار دیواری میں قید ہو کے رہ گئی۔

بدلتے شب و روز کے ساتھ یہی سوچتی کہ۔۔۔آخر اسے سزا کس بات کی ملی۔۔وہ تو نام تک نہیں جانتی تھی اُس لڑکے کا جس کی وجہ سے زندگی اُس پر اتنی تنگ ہو گئی۔۔۔سب کا اعتبار اُس پر سے اٹھ گیا۔

شازیب نے تو۔۔۔چیخ چیخ کر زہرہ سے سوال کیے تھے۔۔۔مگر۔۔۔زہرہ ان سوالوں کے جوابات کس سے مانگتی۔۔۔

اُس لڑکے سے؟؟؟

معاشرے سے؟؟؟

یا خود سے؟؟؟

ہر چڑھتے سورج کے ساتھ وہ انہی سوالات کے جوابات کی کھوج میں رہتی۔۔۔اور۔۔۔ڈوبتے سورج کے ساتھ اُس کی امید کے دیئے بھی ڈگمگانے لگتے۔۔۔

ادھورے خوابوں کے ساتھ تلخ ہی سہی مگر۔۔زندگی کا سفر رواں دواں تھا۔۔۔

مگر۔۔۔

ایک شام پریشانی کے عالم میں سب کی منتظر نگاہیں دروازے پر جمی ہوئی تھیں۔۔شازیب صبح کا گیا ہوا ابھی تک نہیں لوٹا تھا۔۔۔انتظار کی اسی کشمکش میں دو روز بیت گئے۔۔۔تیسرے روز رات کے وقت دروازے پر دستک ہوئی۔۔۔دستک کی آواز پر سب چونک گئے۔۔۔اور سب کے اداس مرجھائے ہوئے چہرے اس امید کے ساتھ یک دم چمک اُٹھے۔۔کہ دستک دینے والا شازیب ہوگا۔۔۔سب کی منتظر نگاہوں میں خوشی کا تاثر اُس وقت غصے اور نفرت میں بدل گیا۔۔۔جب شازیب کے عین مقابل ایک لڑکی کو کھڑے پایا۔۔۔

جیسے وہ بھگا کر لایا۔۔۔اور کورٹ میرج کر لی۔

اُس لمحے زہرہ کو اپنی سماعتوں اور بصارت پر یقین لانا مشکل ہو گیا۔۔۔کیا یہ وہی انسان ہے؟؟؟

جس نے غیرت اور خاندان کی عزت و وقار کی خاطر اس سے تعلیم کا حق۔۔معاشرے میں سر اُٹھا کر جینے کا حق تک چھین لیا۔

کچھ دن سب گھر والوں نے غصے اور ناراضگی کا اظہار کیا ۔۔۔اور پھر گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ چاہتے نہ چاہتے ہوئے اسے اپنا لیا گیا۔۔۔

مگر۔۔۔

زہرہ عجیب کشمکش میں مبتلا ہو گئی۔۔۔اسے شدید نفرت محسوس ہوئی۔۔خود سے۔۔۔خود سے جوڑے ہر رشتے سے۔۔۔معاشرے کے دوہرے معیار سے۔۔۔

زہرہ نے چاہا کہ پوچھے شازیب سے کیا اب خاندان کی رسوائی نہیں ہو گئی؟؟؟

اب خاندان کی ناک نہیں کٹے گی کیا؟؟؟

خاندان کی عزت اور ذلت صرف عورت کے ساتھ منسلک ہے کیا؟؟؟

کیا یہ قانون صرف عورت پر لاگو ہوتا ہے کہ اسے غیرت کے نام پر قتل کر دیا جائے؟؟؟

مرد کو یہ آزادی حاصل ہے کہ وہ۔۔۔؟

شازیب کے سوالوں پر سوال نے تو زہرہ کو کٹہرے میں لا کھڑا کر دیا تھا۔۔۔جیسے وہ کوئی مجرم ہو۔۔اور اُس سے جرم کے مطابق تفتیش کی جا رہی ہو۔۔۔جبکہ زہرہ کا کوئی قصور نہیں تھا۔

مگر۔۔۔۔

زہرہ کو کہاں اجازت تھی کہ وہ۔۔۔اپنے ذہن میں اُٹھنے والے سوالوں کو زبان عطا کر سکے۔۔۔اسے تو اپنے سوالوں کو بھی دفنانا تھا ۔۔۔اپنے خوابوں کے ساتھ۔۔۔۔

کلونجی۔ہر مرض سے شفاء

تحریر۔کہکشاں صابر۔

نبی اکرمؐ کا ارشاد ہے

" کلونجی استعمال کیا کرو کیونکہ اس میں موت کے سوا ہر بیماری کیلئے شفا ہے۔"

کلونجی ایک قسم کی گھاس کا بیج ہوتا ہے۔اس کا پودا سونف سے مشابہ رکھتا ہے اور یہ 40 سینٹی میٹر بلند ہوتا ہے۔پھول زردی مائل ،بیجوں کا رنگ سیاہ اور شکل پیاز کے بیجوں سے ملتی ہے۔کلونجی کے بیج خوشبودار اور ذائقے کے لئے بھی استعمال کئے جاتے ہیں۔کلونجی کے بیجوں کی بو تیز اور اس کی تاثیر سات سال تک قائم رہتی ہے۔اچار اور چٹنی میں پڑے ہوئے چھوٹے چھوٹے سیاہ بیج کلونجی ہی کے ہوتے ہیں، جو اپنے اندر بے شمار فوائد رکھتے ہیں۔صحیح کلونجی کی پہچان یہ ہے کہ اگر اسے سفید کاغذ میں لپیٹ کر رکھیں تو اس پر چکنائی کے داغ دھبے لگ جاتے ہیں۔قدیم لوگ کلونجی اور اس کے بیجوں کے استعمال سے با خوب واقف تھے۔تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ رومی ان کا استعمال کرتے تھے قدیم یونانی اور عرب حکماء نے کلونجی کو روم ہی سے حاصل کیا اور پھر یہ پوری دنیا میں کاشت اور استعمال ہونے لگی۔

قدیم یونانی کلونجی کے بیج کو معدے اور پیٹ کے امراض، مثلاً ریاح ،گیس کا ہونا، آنتوں کا درد، یادداشت کی کمی، دماغی کمزوری اور فالج کے لئے استعمال کراتے رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کبھی کبھی شہد کے شربت کے ساتھ کلونجی استعمال فرماتے تھے۔حضرت سالم بن عبداللہ اپنے والد حضرت سالم بن عبداللہ اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

تم ان کالے دانوں کو اپنے اوپر لازم کر لو کہ ان میں موت کے سوا ہر مرض کا علاج ہے۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال قبل جو ارشادات فرمائے طب و سائنس آج اس کی تصدیق کر رہے ہیں کہ اس میں موت کے علاوہ ہر مرض کا علاج پوشیدہ ہیں۔۔مثلاً

اِستھما، ناک سے خون نکلنا۔،جسم کا جلا ہوا حصہ۔، سینے کی جلن اور معدے کی گرانی۔، کھانسی اور ریشہ۔،قبض۔،سر میں خشکی۔،ذیابیطس۔،کان کا انفیکشن۔، بخار کا علاج۔،تر و تازہ چہرہ۔،بالوں کا گرنا اور عمر سے پہلے سفید ہونا۔،سر کا درد۔،ہارٹ اٹیک۔،جوڑوں کا درد۔،یادداشت بڑھانا۔،میگرین۔،اوبیسٹی۔،رات کی نیند۔،بواسیر کا علاج۔،چہرے کے دانے اور دھبے۔،زکام۔،دانت کا درد اور مسوڑوں کا پھولنا۔،دماغی کمزوری اور جلد پر سیاہ اور سفید

نشانات وغیرہ۔کلونجی کی خاصیتوں میں ایک اہم خاصیت یہ ہے کہ یہ گرم اور سرد دونوں طرح کے امراض میں مفید ہے، جب کہ اس کی اپنی تاثیر گرم ہے۔ ماہرین سائنسدان کلونجی پر مزید تحقیقی کام کر رہے ہیں اور انہوں نے اسے مختلف امراض میں بھی مفید پایا ہے،کلونجی کے استعمال سے لبلبے کی خصوصی رطوبت ،انسولین میں بھی اضافہ ہونے سے مرض ذیابیطس کو فائدہ ہوتا ہے۔ذیابیطس کے مریض کلونجی کے سات دانے روزانہ صبح نگل لیا کریں چہرے کی ۸۸ رنگت میں نکھار اور جلد کریں۔

چہرے کی رنگت میں نکھار اور جلد صاف کرنے کے لئے کلونجی کو باریک پیس کر گھی میں ملا کر چہرے پر لیپ کرنے سے بہت مفید فائدہ حاصل ہوتا ہے۔اور اگر روغن زیتون میں ملا کر استعمال کیا جائے تو اور بھی زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ کلونجی کو باریک پیس کر سرکے میں ملا کر سونے سے پہلے چہرے پر لیپ کریں اور صبح چہرہ دھو لے تو بھی چند دنوں میں بڑے اچھے اثرات سامنے آئیں گے اس طرح لیپ کرنے سے نہ صرف چہرے کی رنگت صاف وشفاف ہو گی اور مہاسے ختم ہو جائے

اگر دانتوں میں ٹھنڈا پانی لگنے کی شکایت ہو تو کلونجی کو سرکے میں جوش دے کر کلیاں کرنے سے فائدہ ہوتا ہے۔

سردیوں کے موسم میں جب تھوڑی سی سردی لگنے سے زکام ہونے لگتا ہے تو ایسی صورت میں کلونجی کو بھون کر باریک پیس لیں اور کپڑے کی پوٹلی بنا کر بار بار سونگنے سے زکام دور ہو جاتا ہے۔اگر چھینکیں آ رہی ہوں تو کلونجی بھون کر باریک پیس کر روغنِ زیتون میں ملا کر اس کے تین چار قطرے ناک میں ٹپکانے سے چھینکیں روک جاتی ہے۔کلونجی کو سرکے، کے ساتھ ملا کر کھانے سے پیٹ کے کیڑے بھی مر جاتے ہیں

جو لوگ پیٹ اور معدے کے امراض، پھیپڑوں کی تکالیف اور خصوصا دمے کے مریضوں کے لیے کلونجی بہت مفید ہے۔جہاں کلونجی فائدے مند ہے وہی اس میں سے نکلنے والا تیل بھی ایک خزانے کی حثیت رکھتا ہے۔کلونجی کا تیل دو قسم کا ہوتا ہے ایک سیاہ رنگ میں خوشبودار جو ہوا میں اٹھنے سے اڑنے لگتا ہے اور دوسری قسم انثروی کے تیل جیسا جس کے دوائی اثرات بہت زیادہ ہوتے ہیں، یہ تیل بیرونی طور پر استعمال کیا جاتا ہے اور بہت سے جلدی امراض میں مفید ہے۔ یہ تیل گنجاپن کی شکایت میں بہت فائدہ دیتا ہے۔ایسا گنجاپن جس میں بال اڑ جاتے ہیں اور عجیب سا دائرے کی صورت میں نشان بن جاتا ہے پھر دائرہ دن بدن بڑھتا ہے اور عجیب سی ناخوشگواری کا احساس ہوتا ہے۔ یہ تیل سر کے گنج کو دور کرنے اور بال اگانے میں بھی نہایت مفید ہے۔مزید یہ کہ اس تیل کے استعمال سے بال جلد سفید نہیں ہوتے اور اس تیل کو مختلف طریقوں سے داد، اگزیما میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔اگر جسم کو کوئی حصہ بے حس ہو جائے تو یہ تیل مفید ہے۔

کلونجی کا دھواں یعنی دھونی سے گھر میں پائے جانے والے کیڑے مکوڑے ہلاک ہو جاتے ہیں۔اسی خصوصیت کے سبب کلونجی

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود آل ٹائم بیسٹ سیلرز:-

کو گھروں میں قیمتی کپڑوں میں رکھا جاتا ہے۔ ہر چیز میں اعتدال ضروری ہے اور یہی مناسب راہ عمل بھی ہے۔ اسی لیے کلونجی کے استعمال میں یہ امر پیش نظر رہے کہ یہ طویل عرصہ اور زیادہ مقدار میں استعمال نہ کی جائے کیونکہ اس میں کچھ مادے ایسے بھی ہوتے ہیں جو صحت کے لیے مضر ہو سکتے ہیں۔ البتہ وقفہ دے کر پھر سے استعمال کیا جا سکتا ہے ا

نا منظور ....نامنظور

تحریر۔نصرت شمشاد۔

وہ سات بہنوں میں پانچوں نمبر پرتھی, گھر میں اس کی حیثیت یور پی ملک میں غیر قانونی طور پر گھس آنے والے سیاہ فام مہاجر جیسی تھی, اس کے بے ضرر وجود سے ہر دوسرے فرد کو خوامخواہ سا بیر تھا اور یہی اس کی زندگی کے پہلے دور کا سب سے بڑا روگ تھا, پھر اس کی زندگی میں وہ آ گیا اور وہ ان چھوٹی موٹی باتوں کو جوتی کی نوک پر رکھنے لگی, وہ بظاہر بالکل عام سا شخص تھا مگر اس کے دو بول محبت کی مار ثابت ہوئی وہ بس !

ایک اکیلی وہی کیا ہر ترسی ہوئی عورت دو بول محبت کی ماری تو ہوتی ہے, ایسا نہ ہوتا تو محبت کے نام پر دھوکہ کھانے میں عورت اور دھوکہ دینے میں مرد چیمپئن نہ ہوتے......

وہ اسے پا کر پھولے نہیں سماتی تھی تو اس کا ساتھی بھی اس کی خاطر اپنی ماں, بہنوں کے سامنے ڈٹ گیا تھا, وہ اکثر بڑے فخر سے اپنی سہیلیوں کو بتاتی کہ اس کا ساتھی اس کے لئے کیا کیا کر رہا ہے, احمق کو پتہ ہی نہ تھا, مرد کی مٹی میں سے اٹھی ہے, وہ کبھی کسی کے لیے کچھ نہیں کرتا اسکا مسئلہ بس اس کی اپنی طلب ہے, اپنی طلب ہو تو وہ جھکتا بھی ہے, وہ لڑتا بھی ہے, اپنی طلب نہیں تو پھر وہ ہو کر بھی نا ہو جاتا ہے......

دلھن بن کر وہ اپنے خوابوں کے گھر پہنچی تو ایک محبت اور ڈھیروں مخالفتیں اس کی منتظر تھیں......

چوبیس گھنٹے کا ایک محاذ تھا جس سے اسے نبرد آزما ہونا تھا......

......ساس جو اپنی بھانجی کو بہو بنانے کی خواہش مند تھیں, زخمی ناگن کی طرح موقع کی تاک میں رہتی, نندوں کو اس کا حسن اور سلیقہ ایک آنکھ نہ بھاتا, ان عورتوں کو بھگت کر اسے پتہ چلا کہ یورپ میں سیاہ فام مہاجر ہونا کتنے نصیب کی بات ہے......

وہ جو پیا من بھائے تھی دیکھتے ہی دیکھتے اس کا محبوب ....شوہر بن گیا

اپنی ماں بہنوں کے دل دکھانے کی جو جسارت اس سے ہوئی تھی اس کی تلافی کے لئے وہ عورت کو عورتوں کے حوالے کر کے خود گونگا بہرہ بن گیا, اس کے دکھوں سے وہ غافل تھا مگر وہ اس کی بیوی ہے یہ اسے بخوبی یاد تھا, اس لئے جلد ہی وہ امید سے ہو گئی......اس کی یہ امید گویا ساس نندوں کی امیدوں پر پانی پھرنے کے مترادف تھی......جس عورت کی ماں نے دھڑا دھڑ سات بیٹیاں جنی ہوں ....جو اپنے خاوند کو ایک بیٹے کی خوشی نہ دے سکی ہو وہ کیا اپنے شوہر کو خوشی دے گی..................دیکھنا بیٹیوں کی لائن لگا کر میرے بیٹے کو کہیں کا نہ چھوڑے گی، ساس کا رات دن کا واویلا شروع ہوا

اور پھر خوب رنگ لایا...... کسی ممکنہ بدبختی سے بچنے کے لیے بچے کی قبل از پیدائش جنس معلوم کرنے کا فیصلہ ہوا اور الٹرا ساونڈ رپورٹ نے بیٹی کی نوید سنا دی...... گھر میں سوگ کی سی ویرانی پھیل گئی......

بیٹی قطعی نامنظور تھی, طویل خاموشی کے بعد بالآ خر صور پھونکا گیا۔

مدت سے مظلومیت کی چادر میں سمٹا اس کا وجود بہت تڑپا بہت پھڑ پھڑایا مگر کوکھ اجڑنی تھی اجڑ کر رہی...... غم اتنا شدید تھا کہ اس نے خود اپنے کو دلاسے دینا اور اپنا غم اپنے سے بانٹنا سیکھ لیا...... میں نے خود عورت کے روپ میں پیدا ہو کر کونسا تیر مار لیا یے جو وہ پیدا ہو کر مار لیتی......

گھٹ گھٹ کر جینے اور بار بار مرنے سے تو پیدا ہوئے بغیر مر جانا اچھا ہے, اگر میرے ماں باپ نے بھی مجھے کوکھ میں ہی دفنا دیا ہوتا تو آج میرے سر گناہ کا عذاب ہوتا نہ دلاسوں کا سراب...... جیسے تیسے کچھ عرصے میں دل کو قرار آ ہی گیا اور اسی کے ساتھ ایک نئی امید بھی مگر نئی امید کے ساتھ ایک بار پھر وہی پرانا امتحان بھی منہ اٹھائے چلا آیا تھا......

پھر امتحان ہوا, پھر بیٹی کی نشاندہی ہوئی پھر وہی تاریخ دہرائی گئی...............پھر نیا احساس گناہ, نئے دلاسے, نئی تسلیاں اور پھر ایک نئی امید!

مگر یہ تیسری امید آخری امید تھی......وہ ہمیشہ کے لئے بنجر ہوگئی, ساس کو آنگن میں کھیلتے ننھے کھلونے کی کمی اب زیادہ ہی ستانے لگی......

اس کا بانجھ وجود تو اب ناکارہ تھا چنانچہ ساس کی بھانجی بالآ خر اس گھر میں بہو بن کر آ ہی گئی......

اس کی سوکن چار بھائیوں کی اکلوتی بہن تھی, اس نے جب خوش خبری سنائی تو جنس معلوم کرنے کی قطعی ضرورت محسوس نہ کی گئی, جس عورت کی ماں نے چار بیٹے پیدا کئے ہوں اس کی کوکھ مشکوک ہو بھی نہیں سکتی......

اور پھر اس کا شوہر جلد ہی ایک بیٹی کا باپ بن گیا!!

گھر میں خوب چہل پہل تھی اس کی سوکن کے ماں باپ اور بھائیوں کی دعوت تھی......

پہلی بیٹی تو خدا کی رحمت ہوتی ہے...................اور رحمت کے بعد ہی نعمت کی راہیں کھلتی ہیں۔

ساس صاحبہ کے روشن فرمودات جس وقت اس کی سماعتوں میں پہنچے, وہ باورچی خانے میں دعوت کی تیاری میں جتی ہوئی تھی پھر نہ جانے ایک دم اسے کیا ہوا, اس نے اپنا دوپٹا جلتے چولہے میں جھونک دیا اور خود بے جان بت بن گئی......

نامنظور................نامنظور

اس کے ہوش کھوتے وجود میں بلا کا شور تھا مگر جل کر راکھ ہوتے اس بت کے لبوں پر کوئی آہ تک نہ تھی......

غیر منطقی سوچ کے حامل افراد۔

Logical Disorder With People

مصنف: میاں وقار الاسلام

تصنیف :لائف بیسٹ نوٹس

جلد: 0_3

کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی سوچ انتہائی غیر منطقی ہوتی ہے۔ اول تو وہ کچھ کرتے ہی نہیں اور اگر کچھ کرتے ہیں تو انہیں پتا ہی نہیں ہوتا کہ وہ کیوں کرر ہے ہیں۔ ان کی تمام مسافتیں منزلوں کے تعین سے پاک ہوتی ہیں۔ یہ سب سے لمبی بحث کرتے ہیں اور ان کی کوئی بھی بحث کیسی بھی حتمی نتیجہ پر نہیں پہنچتی۔

1۔ اسکول میں داخلے کے لیے جاتے ہیں تو ضروری کاغذات گھر بھول جاتے ہیں۔ سکول جاتے ہیں تو بستہ گھر بھول جاتے ہیں۔ بستہ لے بھی جائیں تو جب کاپی نکالتے ہیں تو پن گھر ہوتا ہے۔

2۔ یہ مارکیٹ شاپنگ کے لیے جاتے ہیں تو بٹوا گھر بھول جاتے ہیں۔ بٹوا لے بھی جائیں تو شاپنگ کے بعد دکان دار کو پیسے دیئے بغیر بحث کرتے رہتے ہیں کہ پیسے دیئے تو تھے، گھر آتے ہیں تو پتہ چلتا ہے بٹوے میں پیسے زیادہ ہیں اور دکان دار ٹھیک کہہ رہا تھا۔

3۔ یہ گاڑی پارکنگ میں چھوڑ کر گھر آ جاتے ہیں اور گھر والوں سے کہتے ہیں میں تو پیدل گیا تھا، گاڑی تو گھر پہ تھی۔ ان کی جیب سے جب پارکنگ کی سلپ نکلتی ہے تو پتہ چلتا ہے کہ اوہ گاڑی تو پارکنگ میں رہ گئی۔ اگر یہ گاڑی گھر پر لے بھی آئیں تو گاڑی کی چابی ان کی جیب میں رہ جاتی ہے اور سارا گھر چھان مارتے ہیں کہ چابی نہیں مل رہی، گھر کے سارے افراد سے بحث کرنے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ چابی تو ابھی تک جیب میں ہے۔

4۔ کھانا یہ سوچ کر کھانا بھول جاتے ہیں کہ شاید کھالیا ہے۔ اور کھالیں تو یہ پتا نہیں ہوتا کھایا کیا تھا۔ اور کھانا باہر سے لانا پڑے تو اول تو جاتے ہی نہیں، اگر بہت زور ڈالنے پر چلے بھی جائیں تو روٹیاں لے آتے ہیں سالن بھول جاتے ہیں اور سالن لے آتے ہیں تو روٹیاں بھول آتے ہیں اور اگر سالن اور روٹیاں دونوں لے آئیں کچن میں رکھ کر بھول جاتے ہیں کہ کھانا لایا بھی ہوں یا نہیں۔

5۔ یہ دوستوں کو ٹائم دے کر بھول جاتے ہیں کہ کہیں جانا بھی تھا، اور کوئی انہیں ٹائم دے تو یہ بھول جاتے ہیں کہ کسی نے آنا

بھی تھا۔اور اگر کوئی انہیں لکھ کر بھیج دے یعنی شادی کارڈ یا کسی بھی فنکشن کا کارڈ تو کارڈ رکھ کر بھول جاتے ہیں،اور پھر اعتراض کرتے نہیں تھکتے کہ ان کو کسی نے بلایا ہی نہیں۔کئی دن بعد کارڈ نظر سے گزرتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ ان کا اعتراض غلط تھا کارڈ تو پڑے پڑے اپنی مدت گزار گیا۔

6۔امتحان میں جاتے ہیں تو اُس مضمون کی تیاری کر کے جاتے ہیں جس کا پرچہ اس دن ہوتا ہی نہیں۔اگر یہ امتحان میں فیل ہو جائیں تو کسی اور کا نتیجہ دیکھ کر کئی دن تک خوش رہتے ہیں کہ فیل تو کوئی اور تھا،اور جو پاس تھا وہ میں ہوں۔پھر استاد کو اسے سمجھانا پڑتا ہے کہ وہی فیل ہے اور پھر سے تیاری کرے۔

7۔یہ لوگ انتہائی سیلف میڈیکیشن کرتے ہیں،پیٹ کی دوائی یہ سمجھ کر کھاتے رہتے ہیں کہ سر درد کی ہے اور سر درد کی دوائی یہ سمجھ کر کھاتے رہتے ہیں کہ پیٹ کی ہے۔اور جب ٹھیک نہیں ہوتے تو کہتے ہیں آج کل دوائیاں 2 نمبر آرہی ہیں۔یا پھر یہ کہتے ہیں کہ ڈاکٹر 2 نمبر آرہے ہیں۔

8۔یہ لوگ کہتے ہیں کہ مجھے فالو کریں،پھر ان کو خود پتا نہیں ہوتا کہ فالو کسے کرنا ہے۔پھر یہ راستے میں گم ہو جاتے ہیں اور ساتھ والے سے پوچھتے ہیں کہ ہم کہاں جارہے تھے۔

9۔جب ان کی منگنی ہوتی ہے(اگر ہوتی ہے تو)تو انگوٹھی یا تو لیتے نہیں،اور اگر لے بھی لیں تو کہیں بھول آتے ہیں۔اور انگوٹھی لے بھی آئیں تو تقریب کا مقام بھول جاتے ہیں،تقریب کے مقام پر پہنچ بھی جائیں تو مقررہ وقت بھول جاتے ہیں۔اتفاق سے سب کچھ ٹھیک ہو جائے تو یہ بھول جاتے ہیں کہ منگنی چھوٹی والی سے ہوئی تھی یا بڑی والی سے۔

10۔ان کے ساتھ جب کوئی بھی گیم کھیلی جاتی ہے تو اپنا سکور مرضی سے بڑھا دیتے ہیں اور دوسرے کا سکور مرضی سے کم کر دیتے ہیں۔اپنے سے بڑا ایمپائر کسی کو نہیں مانتے،اسی لیے کبھی نہیں ہارتے،کیوں کہ مانے گے تو ہاریں گے۔اور ہار ثابت ہو جائے تو کہتے ہیں یہ تو کھلی دھاندلی ہے ضرور سکورز میں کوئی گڑبڑ ہوئی ہو گی۔اور اگر سب مل کر بھی سمجھائیں کہ صاحب آپ ہار چکے ہیں،تو کہتے ہیں یہ سارے ملے ہوئے ہیں اور سب نے مل کر دھاندلی کی ہے۔

11۔یہ اہم چیزوں کو کم ہی اہمیت دیتے ہیں۔اور غیر ضروری چیزوں کو ضرورت سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔بڑی سے بڑی پریشانی بھی ان کی پریشانی کی وجہ نہیں بنتی،اور جب یہ پریشان ہوتے ہیں ایسی چیز پر بھی پریشان ہو جاتے ہیں جس میں پریشان ہونے والی کوئی بات سرے سے ہوتی ہی نہیں ہے۔

12۔مشکل سے مشکل کام کے لیے بھی ہاں کر دیتے ہیں،ٹائم فریم پوچھا جائے تو وہ بھی 10 سے 15 منٹ،وہ بھی زیادہ سے زیادہ۔اور پھر 5 منٹ میں ہی بھول جاتے ہیں کہ انہیں کوئی کام کہا بھی گیا تھا یا نہیں۔انہیں بار بار یاد دلایا جاتا ہے کہ وہ 10 یا

15 منٹ والا کام کردیں، اور پھر وہ بار بار وعدہ کر کے بھی 5 منٹ میں بھول جاتے ہیں کہ کام کیا تھا۔

13۔ یہ ایم بی ایس کرلیں تو مارکیٹنگ کی جاب ڈھونڈتے رہتے ہیں، ایل ایل بی کرلیں تو الیکٹرانکس کی شاپ کھول لیتے ہیں، ایم بی اے کرلیں تو کسی سکول میں ٹیچنگ شروع کر دیتے ہیں، ہر ڈگری ان کے لیے مس فٹ ہوتی ہے اور یہ ہر ڈگری کے لیے مس فٹ ہوتے ہیں، اور پھر سسٹم کو کوستے رہتے ہیں کہ ان کے مطابق کیوں نہیں چلتا۔ ان کو دنیا صرف ایک ہی طرح سے سیدھی نظر آ سکتی ہے کہ انہیں کسی درخت پر الٹا لٹکا دیا جائے۔

14۔ ہمیشہ متنازعہ کتابیں پڑھتے ہیں جن سے فضول بحث شروع ہو جائے اگر کوئی ان کی اصلاح کرنا چاہے تو پھر یہ ان سے کبھی صلح ہی نہیں کرتے۔ اگر کوئی ان کی اصلاح کرنا چاہے تو پھر یہ ان سے کبھی صلح ہی نہیں کرتے۔ اگر یہ کسی بات پہ پھنس جائیں تو دنیا میں ابھی تک کوئی ایسی کرین نہیں بنی جو انہیں اس سے باہر نکال سکے۔ تصویر کا ہمیشہ ایک ہی پہلو دیکھتے ہیں اور دوسرے پہلو کی بات کی جائے تو لڑنے مرنے پہ آ جاتے ہیں۔

15۔ انتہائی بے عزتی پروف ہوتے ہیں، جن باتوں پر ان کی ہمیشہ بے عزتی ہوتی ہے وہی باتیں بار بار کرتے ہیں اور لگاتار کرتے ہیں۔ بلاوجہ اور بلا مقام بولتے ہیں۔ صحیح بات کو بھی اتنا گھما گھما کر پیش کرتے ہیں کہ اس کا کوئی بھی لفظ صحیح نہ رہے۔ اگر انہیں کوئی نہ سننے کی گستاخی کر لے تو اس سے ناراض رہتے ہیں کہ ان کا پوائنٹ آف ویو کیوں نہیں لیا گیا۔

16۔ ان کے سیلف ڈسپلن کی کہیں مثال نہیں ملتی۔ ان کے گھر، بیڈرومز، باتھ روم، آفس، میٹنگ رومز یہاں تک کہ کار پارکنگ سب ہی دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ بیڈروم میں اپنی چیزیں رکھ کے بھول جاتے ہیں اور بیگم بیچاری کی شامت آئی رہتی ہے۔ باتھ رومز میں پانی چھوڑ کر آ جاتے ہیں۔ لائٹس آن رکھ کر بھول جانا تو معمولی بات ہے۔ آفس میں کمپیوٹر کبھی آف کر کے نہیں آتے، ٹیبل پہ کچھ ترتیب سے نہیں ہوتا ترتیب دے دیں تو بھول جاتے ہیں کون سی فائل کہاں تھی، میٹنگ روم سے نکلیں تو چیئر کہاں، ٹیبل کہاں، بورڈ کہاں، فلائر کہاں اور وائر جگہ جگہ عجیب ڈھنگ سے گویا میٹنگ روم کی حالت چیخ چیخ کر بتا رہی ہوتی ہے کہ یہ کہ یہ کسی عام انسان کے نہیں۔ کار ایسے پارک کرتے ہیں کہ بیس لوگوں کی کاریں پھنس جائیں۔ اور کسی گھر کے باہر پارک کریں تو محلّہ اکٹھا ہو جاتا کہ سر رستہ بلاک ہو گیا ہے گاڑی ہٹائیں۔

17۔ یہ اکثر لڑکیوں کے نام سے فیک اکاؤنٹس بنا لیتے ہیں اور پھر دونوں طرح کی زندگیاں یعنی لڑکے والی اور لڑکیوں والی انجوائے کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان سے جب پوچھا جاتا ہے کہ آج کیا کیا تو کہتے ہیں میں صبح صبح سکول گیا تھا اور ابھی سیدھی گھر واپس آ رہی ہوں۔ پہلے کپڑے تبدیل کروں گا پھر کھانا کھاوں گی۔ پھر میں نیٹ استعمال کروں گا اور ہم سہیلیاں فیس بک پر لمبی لمبی باتیں کریں گی۔ پھر یہ اپنے ورچیول بریک اپ پر پریشان رہتی ہیں۔

18۔ جب ان سے پیار سے بات کی جائے تو کہتے ہیں آپ غصہ کیوں کر رہے ہیں۔ جب غصے سے بات کریں تو ہنس پڑتے ہیں گویا ان سے مذاق کیا جا رہا ہو۔ اگر ان سے کوئی راز کی بات شئیر کی جائے تو سارے شہر کو یہ کہ کر بتا رہے ہوتے ہیں کہ کسی کو ہرگز مت بتانا۔ انہیں گول کمرے میں کونہ ڈھونڈ کر بیٹھنے کو کہ دیا جائے تو ساری رات لگے رہیں گے اور اگلے دن پوچھیں گے کیا آپ واقعی سیریز تھے۔

19۔ یہ اپنی تنخواہ خواہ مخواہ 4 گناہ زیادہ بتاتے ہیں او ان سے کوئی اپنی تنخواہ کا ذکر کرے تو کہتے ہیں پھینک رہا ہے اس کی تنخواہ 4 گناہ کم ہوگی۔ احمقوں کی جنت میں رہتے ساری دنیا کو بے وقوف سمجھتے ہیں، اور ان کی نظر میں ان سے ذہین اور کوئی نہیں ہوتا۔ سب سے تیز گاڑی چلاتے ہیں اور ہمیشہ جلدی میں ہوتے ہیں اور ہر جگہ جاتے ہی سو جاتے ہیں۔ ان کی آنیاں جانیاں دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ کام کو ہاتھ لگاتے ان کی جان جاتی ہے۔

20۔ کبھی کسی کی حوصلہ افزائی نہیں کرتے اپنی ساری خامیوں کا بوجھ اپنے سے جونیئر پر ڈال دیتے ہیں، پہلے تو ان کا جونیئر بیچارہ کوئی کام کر نہیں سکتا اور اگر کچھ کر لے تو فوراً اسے اپنے نام کے ساتھ چپکا لیتے ہیں۔ جیسے یہ خود ڈمپ ہوتے ہیں ویسے ہی اپنے جونیئر کو ڈمپ کر دیتے ہیں۔ کسی ٹیم کو لیڈ کرتے ہیں تو اس کا سارا مورال تباہ کر دیتے ہیں اور جب سالوں تک لاکھ کوششیں کر کے بھی ٹیم پرفارم نہیں کرتی تو کہتے ہیں ملک میں سرے سے ٹیلنٹ ہی نہیں ہے۔

فیس بک دوستیاں

تحریر۔۔ نشاءایمان۔

"رضیہ۔۔۔تم یہاں اچار مکس کرنے میں لگی ہے۔۔آس پاس کی کوئی خبر ہے کہ نہیں۔باہر کیا ہو رہا ہے تمھاری جانے بلا"۔۔۔خالہ زہرہ ہمیشہ کی طرح بڑبڑاتے ہوے آئیں اور لے کے اماں کو بھی بوکھلا دیا۔ "ایسا بھی کیا ہو گیا خالہ۔ابھی رات تک تو سب ٹھیک تھا۔رضیہ نے اچار کا مرتبان زویا کو پکڑاتے ہوے کہا"ارے وہ نوشابہ کی بڑی بیٹی ہے نا فرح وہ گھر سے بھاگ گئی"ہائے۔،،رضیہ نے ایکدم دہل کر خالہ کی طرف دیکھا۔ارے ایسے کیا دیکھ رہی ہو یہ تو ہونا ہی تھا۔چار چار آئیڈیاں بنا رکھی تھی اس نے۔پتا نہیں کتنے لڑکوں کے ساتھ فیس بک پر رابطہ تھا"خالہ ہاتھ ہلا ہلا کر بتا رہی تھیں "نوشابہ کا تو برا حال ہو گا"رضیہ کو نوشابہ کے لئے برا لگ رہا تھا نوشابہ رضیہ کی دور کی رشتہدار تھی۔اسی کی تو ساری غلطی ہے بیٹی چوبیس میں سے بیس گھنٹے تو فون کے ساتھ لگی رہتی کبھی روک ٹوک نہ کی یہ دن تو دیکھنا تھا خالہ زہرہ دونوں کی رشتہ دار تھیں مگر نوشابہ کی لاپرواہی سے اکثر چڑتی تھیں۔."ایسی لڑکیوں کو لڑکے کب بساتے ہیں دل بھرنے کے بعد چھوڑ دیتے ہیں پھر نہ یہ ادھر کی رہتی ہیں نہ اُدھر کی۔ان کے پاس ایک ہی راستہ رہ جاتا ہے۔۔چھت پہ اچار کا مرتبان رکھ کے واپس آتی زویا کے کانوں میں خالہ کا آخری جملہ کے پڑ گیا۔------------------------

میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں"

پلیز یہ ممکن نہیں"

آآپ کوئی ایڈرس تو بتائیں صرف ایک بار آپ کو دیکھنے آؤں گا میں نے آج تک آپ سے کوئی ایسی ویسی بات نہیں کی۔ لیکن اب مجھے احساس ہے کہ میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتا مجھے آپ سے بات کرنا بہت پسند ہے پلیز اپنا فون نمبر دے دیں۔ ہمارے بیچ میں صرف دوستی کا رشتہ ہے میں نے پہلے بھی کہا تھا"

"آپ سے دوستی کے بعد مجھے احساس ہوا کہ دوستی کیا ہے میں سارا دن آپ کے میسج کا انتظار کرتا ہوں جب کبھی آپ کا میسج نہیں آتا تو مجھے کچھ اچھا نہیں لگتا اچھا ملنا نہیں چاہتی تو ایک پک سینڈ کر دیں میں دیکھنا چاہتا ہوں جس کا ایک ایک لفظ اس قدر خوصورت ہے وہ خود کتنی حسین ہو گی"وہ لفظوں کے جال میں اسے الجھا رہا تھا لڑکیاں تو ہوتی ہی نازک احساسات سے گندھی ہوئی ہیں نرم و ملائم جذباتی الفاظ سے پگھل جانے والی اور اگر لڑکی زویا جیسی کچی عمر میں ہو تو بھکنے کے چانس زیادہ ہوتے ہیں وہ بھی اس کے جال میں پھنس رہی تھی وہ ایک سیدھی سادھی لڑکی تھی ایف اے میں فرسٹ آنے کی خوشی میں بھیا نے دوبئ

سے اس کے لیے موبائل بھیجا تھا اماں تو لڑکیوں کے موبائل رکھنے کے حق میں ہی نہ تھیں۔مگر بھیا دوبئی جانے کے بعد تھوڑے براڈ مائنڈڈ ہو گئے تھے۔پھر اماں بھی راضی ہو گئیں کہ روز بھیا سے سکائپ پہ بات ہو جاتی۔

زویا نے نیا نیا فیس بک اکاونٹ بنوایا اپنی دوست مومنہ سے۔تب مومنہ نے اسے متنبہ کیا۔

دیکھو زویا اگر فیس بک احتیاط سے یوز کرو تو کوئی برائی نہیں مگر آج کل لڑکیوں نے اسے اُوڑنا بچھونا بنالیا ہے اور بہت سی فیک آڈیز بھی بنا لیتے ہیں لوگ کسی فالتو کو ایڈ مت کرنا۔

مگر کچھ دن سے زویا کو میسج آرہے تھے پہلے تو اس نے دھیان نہیں دیا مگر میسج کرنے والا خاصا مستقل مزاج تھا پھر دو تصویریں آیں کسی بہت ھینڈسم لڑکے کی۔زویا نہ چاہتے ہوئے بھی متوجہ ہونے لگی۔اور اب زویا کو بھی اس کے آن لائن ہونے کا انتظار رہنے لگا۔

آہستہ آہستہ اسے اس پرنس کے میسج اچھے لگنے لگے۔کبھی اس کا دل کہتا کہ یہ غلط ہے مگر دوسرے ہی لمحہ وہ خود کو تسلی دیتی کہ فقط دوستی ہی تو ہے۔مجھے کونسا اس سے ملنا ہے۔

زویا اٹھو جلدی جلدی کام ختم کرو میں نوشابہ کی طرف جا رہی ہوں دروازہ اچھی طرح بند کر لو"

زویا جو کتاب میں فون رکھ کر بیٹھی تھی ایکدم گڑ بڑائی۔

کیوں کیا ہوا ہے اماں اچانک جا رہی ہیں"

فرح کی لاش ملی ہے پولیس کو"

زویا کے پورے وجود میں خوف کی ایک لہر دوڑ گئی۔اس کی آنکھوں میں سٹائلش سی فرح کا سراپا گھوم گیا وہ اور زویا ایک ہی کلاس میں تھیں فرح کو فیس بک پہ فرینڈز بنانے کا کریز تھا ہر دم ہسنے والی فرح لاش میں تبدیل ہو چکی تھی۔اسے یقین ہی نہ آرہا تھا اماں نے جاتے ہوئے مومنہ کو اس کے پاس بھیج دیا تھا اور اب دونوں مل کے رو رہی تھیں۔

اس نے کسی سے دوستی ہی تو کی تھی کیا یہ قصور بہت بڑا تھا مومی کہ اسے یہ بھیانک سزا ملی۔"زویا کا لہجہ آنسوؤں میں ڈوبا ہوا تھا۔

اس کا قصور یہ تھا کہ اس نے غلط انسان سے دوستی کی"......مرد اور عورت کے بیچ کبھی دوستی کا رشتہ نہی ہو سکتا زویا۔نامحرم مرد اور عورت میں کوئی رشتہ ناجائز ہی ہوگا دوستی تو نہی ہو سکتی کیوں کہ مرد عورت کو صرف ایک ہی نگاہ سے دیکھتا ہے وہ صرف شرعی رشتوں کا احترام کرتا ہے ناجائز تعلقات کا پھندہ ہمیشہ عورت کی گردن میں ڈالا جاتا ہے۔

فیس بک میں بہت فیک آئڈیز ہیں ایسے ہی فرح نے بغیر سوچے کسی کو ایڈ کر لیا اور ان میں رابطہ شروع ہو گیا اس نے فرح سے تصویر کی فرمائش کی اور فرح نے سینڈ کر دی یہی اس کی سب سے بڑی غلطی تھی۔اس تصویر کے بل پہ اس نے فرح کو ملنے بلایا اور انکار کی صورت میں تصویر کو ایڈیٹ کر کے انٹرنیٹ پہ وائرل کرنے کی دھمکی دی۔فرح بھاگی نہیں تھی بلکہ وہ اس کی دھمکانے پہ اس سے ملنے گئی آگے اس کے لوفر دوستوں کا پورا گروپ تھا انہوں نے فرح کو کڈنیپ کر لیا ان میں سے ایک پولیس کے ہتھے چڑھ گیا مگر اب فرح تو واپس نہیں آ سکتی نا۔۔۔کاش۔۔کاش وہ یہ غلطی نہ کرتی..................

مومنہ جا چکی تھی۔اماں آنے والی تھیں اس کے آنسو خشک ہو چکے تھے اسے اماں کے آنے سے پہلے ایک ضروری کام کرنا تھا اسے۔ایف بی اکاؤنٹ ڈیلیٹ کرنا تھا کرنے کو اور بھی بہت کام تھے یہ تو ویسے بھی ٹائم پاس ہی تھا وہ بھلا کسی کو کب جانتی تھی سبھی اجنبی!

"اسے یہ "پھندہ اپنے گلے میں نہیں ڈالنا تھا۔۔۔۔۔۔

فن خطاطی یا کیلی گرافی آرٹ کی تاریخ۔

تحریر۔علینہ ملک۔

خطاطی اور خوش نویسی تخلیقی اظہار creative expression بنی نوح انسان کا ایک اہم وصف ہے۔خطاطی کو انگریزی اصطلاح میں کیلی گرا فی calligraphy کہا جاتا ہے جو یونانی لفظ Kallos اور Graphos کا مجموعہ ہے ۔ Kallos کا مطلب ہے حسین ۔آرٹ یا فنون لطیفہ نوع انسانی کا ایک اہم وصف ہے،شاعری ہو یا موسیقی ،سنگ تراشی ہو یا پینٹنگ،ایک حساس انسان اپنے فن کی زبان میں بہت کچھ بیان کر جاتا ہے۔فارسی کا لفظ خوش نویسی اور عربی لفظ خطاطی اردو میں بھی انہی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔دنیا کے مختلف مذاہب میں اپنے دینوی عقائد کو تمثیلی تصویری انداز میں پیش کرتے ہیں مگر اسلام نے اس طریقے سے دوری اختیار کی اور اس کے بجائے الفاظ اور حروف کی سائز اور اشکال کو استعمال کیا ،اس زمانے کے حکمرانوں نے کتابت کی فنکارانہ صلاحیت کو اسلامی تہذیب وثقافت اور مذہبی اظہار قرار دیا اور اس کتابت کو اسلامی خطاطی کے نام سے پہنچانا جاتا ہے۔اسلامی خطاطی کی تاریخ کی ابتداء مدینہ منورہ سے ہوئی اور اس کی ترویج،تعیم قرائت اور تبلیغ واشاعت قرآن کے مقدس اور پاکیزہ جذبہ کی بنا پر ہوئی جو ایران اور توران کے بعد مسلمانوں کے ساتھ بر صغیر پاک و ہند میں پہنچی تو یہاں پر بھی اس کی ابتداء و ترویج کے پیچھے یہی جذبہ کارفرما رہا،برصغیر میں اسلامی حکومت کا قیام محمد بن قاسم کی فتح سندھ (۹۳ھ) سے شروع ہوا اور یہ سلسلہ بہادر شاہ ظفر آخری مغل تاجدار کی معطلی ۱۸۵۷ء کے ساتھ منقطع ہو گیا اس طویل عرصے میں اسلامی خطاطی نے عروج وزوال کے مختلف ادوار دیکھے جسے کیلی گرافی یا خطاطی کا ارتقاء اور تاریخ کہا جاسکتا ہے۔

پہلا دورا۔۔۔۔۔93ھ تا 113ھ

دوسرا دور۔۔۔۔413ھ تا 932ھ

تیسرا دور۔۔۔۔1526ء

چوتھا دور۔۔۔۔ 1707ء تا 1857ء

پانچواں دور۔۔۔ 1857ء تا 1947ء

چھٹا دور۔۔۔۔۔۔خطاطی پاکستان میں تا حال۔

عربی خطاطی،توانائی اور خوبصورتی کی علامت ہے اس کی تاریخ میں بیش بہا فنکارانہ صلاحیت،علمیت اور فضلیت کارفرما ہے

اسلامی خطاطی کو سمجھنا آسان نہیں مگر اس کی خوبصورتی ہمیشہ سے کشش کا باعث بنی ہے، عربی خطاطی صرف ایک فن ہی نہیں بلکہ ایک سماجی اور اخلاقی نقش بھی ہیں جس سے اس کو بلندی اور عظمت حاصل ہوتی ہے، جیسے جیسے اسلام عرب سے باہر پھیلا دنیا میں مسلمانوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا نئے مسلمانوں نے اپنی تہذہب اور جمالیات کے مطابق خطاطی کو اسلام کا تجریدی فن میں اظہار سمجھا۔ اس متنوع تہذیب اور ثقافت کی وجہ سے مذہبی خطاطی کی ابتداء ہوئی اور ایران میں نستعلیق اور ترقی میں دیوانی خطوط بنے۔ غیر عربی مسلمانوں کو عربی زبان سے متعارف کروانے کے لئے ایک واضع اور عالمگیر زبان کی ضرورت پیش آئی ایسی زبان جس کا رسم ال خط تمام مسلمان سیکھ پائیں چنانچہ عربی زبان اور رسم الخط میں اصلاح کے لئے پہلا قدم دور امیہ میں لیا گیا، اس نے ایسی علامتیں ایجاد کیں جن کو حرف کے ساتھ استعمال کرنے سے ایک جیسے حرف صحیح کی صوتی ادائیگی میں امتیاز پیدا ہوا۔ ان علامتوں میں امتیاز کے لئے مختلف رنگ استعمال کئے گئے۔ الثقفی نے علامتوں کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا اور ناصر اور یحیٰ کو اس نظام کی تشکیل کو بہتر بنانے کی ذمداری سونپی، انہوں نے نقطوں اور حرف علت کی علامتوں کو شامل کیا بہت سے لوگوں کو اس کی نقل نویسی میں مشکل ہوئی چنانچہ بہتر سسٹم کی ضرورت پڑی۔ دوسری اصلاح الخلیل ابن احمد الفراھیدی نے کی جو علم زبان کا ماہر ہونے کے ساتھ لغت نویس بھی تھا جس نے حرف علت ایجاد کئے اور اعراب بنائے۔ یہ نیا سسٹم تمام مسلم ممالک میں بہت مقبول ہوا۔ اور عربی خطاطی کا استعمال، امور حکومت، عمارتوں، سکوں، مراسلات کی خوبصورتی بڑھانے، خوش اسلوب بنانے اور خاص طور پر قرآن اور دوسری ادبی کتابوں میں ہونے لگا۔

خطاطی کے لئے عام طور پر نرسل (نرکل کا قلم pen of reed) کا استعمال کیا جاتا ہے۔ سدتی تحریر کے پرانے نمونے غاروں کی دیواروں اور مہروں سے دستیاب ہو جاتے ہیں۔ یورپ میں رومن سلطنت کے دوران عام استعمال کے لئے فن تحریر کو ترقی دی گئی پانچویں صدی میں رومن سلطنت کے زوال کے بعد روزمرہ کے کام کاج میں تحریر سے کام لینے کا رواج ختم

ہو گیا۔لیکن تعلیم یافتہ اور آرٹسٹ اس کام میں لگے رہے۔مگر طباعت اور پرنٹنگ ٹائپ رائٹر کی ایجاد نے اس کام کو بری طرح متاثر کیا چنانچہ الفاظ کو حسین بنانے کا کام پیشہ وارانہ آرٹسٹوں ،اور کاتبوں تک محدود ہو کر رہ گیا۔چینیوں ،جاپانیوں ،مصریوں اور عربوں نے خوش نویسی کو آرٹ کی شکل میں ترقی دی۔خطاطی کا منفرد فن جزیرہ نما عرب اور ایران میں پروان چڑھا یہی خطاطی ہندوستانی خوشنویسی کا اہم وسیلہ بن گئی۔یہاں کے باسیوں نے قرآن مجید کی آیات کو ضبط تحریر میں لانے کے لئے سراسر اسی انداز میں تحریر اور خطاطی رموز و اسرار یا پیچیدگیوں کا سہارا لیا اور اسی لئے اس کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ فن اسلامی کلچر سے زیادہ وابستہ ہے۔خوش نویسی کی کمتر شکل کتابت ہے۔کمپیوٹر تکنیک اور لینگویج سوفٹ ویئرز کے وجود میں آنے سے قبل کتاب چھپوانے سے پہلے کسی کاتب سے مسودہ کی خوبصورت کتابت کروانی ہوتی تھی۔مگر آج جوں جوں ترقی ہوتی گئی اب خطاطی محض ایک آرٹ کی صورت میں آرٹ کالجز اور پیشاورانہ آرٹسٹوں تک محدود رہ گیا ہے۔جن اداروں میں خطاطی اور خوش نویسی سکھائی جاتی تھی اب وہاں اس فن کو گرافک ڈیزائن اور کمپیوٹر سے جوڑ کر اس میں جلا بخشی گئی۔مگر آج بھی بہت سے اہل ذوق علم و ہنر موجود ہیں جو خطاطی کے اس منفرد فن کو اپنائے ہوئے ہیں اور اس کی ترقی اور ترویج کے لئے کوشاں ہیں۔

خواب

تحریر۔۔ام شافعہ۔

واہ وہ۔۔۔ڈھیروں حیران کن آوازیں بیک وقت اس طلسماتی ماحول میں گونجیں۔۔۔یہاں آپ کو بہت کچھ دیکھنے کو ملے گا۔۔۔وہ دیکھیں۔۔۔"محبت کے پھول" آنکھوں کو کتنے بھلے لگ رہے ہیں۔۔نسوانی آواز ابھری۔۔۔ جہاں وہ سب لوگ کھڑے تھے، وہیں دائیں جانب رنگ برنگے، خوشگوار ہوا کی سرسراہٹ سے جھومتے ہوئے پھولوں کی ایک لمبی قطار سامنے کھڑے پہاڑ کے قدموں میں جا کر اختتام پذیر ہو رہی تھی۔۔۔ساری نظریں ایک ساتھ اس جانب گھوم گئیں۔۔۔

خوشنما پھولوں کے اوپر مختلف رنگوں کی آمیزش لیے، خوبصورت پروں والی تتلیاں اڑ رہی تھیں۔۔۔"یہ امن کی علامت ہیں"۔۔۔ہاتھ سے ان تتلیوں کی طرف اشارہ کرتے اس نے سب کو آگاہ کیا۔۔۔بہت سی آنکھوں میں تحسین ابھری۔۔۔سب نے پھولوں والے احاطے کی طرف آگے بڑھ کر ایک ایک "محبت کا پھول" توڑ لیا۔۔۔ٹوٹتے ہی نارنجی، سفید، گلابی، جامنی، سرخ پھول اور کھل گئے اور ان کی سحر انگیز مہک چاروں طرف پھیل گئی۔۔۔۔۔ہر ایک نے دلوں نے نفرت اور حسد میں واضح کمی محسوس کی۔۔۔

اور یہ جو ندی بہہ رہی ہے، یہاں پانی کی صورت میں سکون بہتا ہے۔۔۔چہرے کو بائیں جانب موڑتے بہتی ندی کی طرف دیکھتے اس نے سب کو آگاہ کیا۔۔۔سب قدم گھومے، ندی کی جانب بڑھے۔۔۔آہستہ مگر روانی کے ساتھ بہتے سنہرے پانی میں چاندی جیسے ہاتھ حرکت کرنے لگے۔۔۔ہر کوئی اپنی اپنی استعداد کے مطابق سکون سمیٹنے لگا۔ کچھ ندی میں پاؤں لٹکا کر سکون کو وجود میں سمونے لگے ۔۔۔اس پانی کی تاثیر "یاد الٰہی" میں پنہاں ہے۔۔۔ندی کے کنارے بڑے سے بورڈ پہ یہ الفاظ کنداں تھے۔۔۔

عافیت والی چند خاموش ساعتوں کے بعد مجمع میں سے کسی نے ندی کہ اس پار، درختوں کے جھنڈ کی بابت استفسار کیا۔۔۔ان درختوں کے ساتھ سرمئی رنگ کے چھوٹے چھوٹے چوکور ڈبے لٹک رہے تھے۔۔۔ان کی چمک آنکھوں کو خیرہ کرنے کو کافی تھی۔۔

"وہ خواب ہیں"۔۔۔۔اگر خواب ٹوٹ جائیں تو یہاں آ کر سب نئے خواب ان درختوں سے توڑ لیتے ہیں۔۔۔بہت سی آوازیں حیران کن تاثر لیے اس کی سماعت سے ٹکرائیں۔۔۔وہ مسکرا دی۔۔۔بڑے خواب، چھوٹے خواب، اچھے خواب، زیادہ اچھے خواب، ہر ایک اپنے خوابوں کو پورا کرنے کی لگن کے حساب سے ان کو اپنی آنکھوں میں سجاتا ہے۔۔۔یہ بات سنتے ہی لوگ ندی کے اوپر بنے پل کو پار کرتے درختوں کی طرف تیزی سے بھاگنے لگے۔۔۔سب نے پہنچ کر جلدی جلدی خواب توڑنے شروع کر دیے۔۔۔کچھ نے ہاتھوں میں پکڑے تھیلوں کو خوابوں سے بھر لیا۔۔۔سب کی بے خواب آنکھوں کی پتلیاں رنگین ہو گئیں۔۔۔سبز، نیلی، سرمئی، بھوری، رنگ برنگی آنکھیں۔۔۔کسی نے غور نہ کیا کہ ان درختوں کا راز دینے والی کی اپنی آنکھیں بے رنگ تھیں۔۔۔چمک سے خالی، بے خواب آنکھیں۔۔۔

آئیے آپ کو میں ایک اور جگہ لے چلوں، وہ مخاطب ہوئی۔۔۔سب تقلید کرتے چلنے لگے۔۔۔

پاک سوسائٹی پر موجود مشہور و معروف مصنفین

عُمیرہ احمد	صائمہ اکرام	عُشنا کوثر سردار	اشفاق احمد
نمرہ احمد	سعدیہ عابد	نبیلہ عزیز	نسیم حجازی
فرحت اشتیاق	عفت سحر طاہر	فائزہ افتخار	عنایتُ اللّٰہ التمش
قُدسیہ بانو	تنزیلہ ریاض	نبیلہ ابر راجہ	ہاشم ندیم
نگہت سیما	فائزہ افتخار	آمنہ ریاض	مُمتاز مُفتی
نگہت عبدُاللّٰہ	سباس گُل	عنیزہ سید	مُستنصر حُسین
رضیہ بٹ	رُخسانہ نگار عدنان	اقراء صغیر احمد	علیمُ الحق
رفعت سراج	اُمِ مریم	نایاب جیلانی	ایماے راحت

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود ماہانہ ڈائجسٹس

خواتین ڈائجسٹ، شُعاع ڈائجسٹ، آنچل ڈائجسٹ، کرن ڈائجسٹ، پاکیزہ ڈائجسٹ، حناء ڈائجسٹ، رِدا ڈائجسٹ، حجاب ڈائجسٹ، سسپنس ڈائجسٹ، جاسُوسی ڈائجسٹ، سرگُزشت ڈائجسٹ، نئے اُفق، سچی کہانیاں، ڈالڈا کا دستر خوان، مصالحہ میگزین

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی شارٹ کٹس

تمام مُصنفین کے ناولز، ماہانہ ڈائجسٹ کی لسٹ، کِڈز کارنر، عمران سیریز از مظہر کلیم ایم اے، عمران سیریز از ابنِ صفی، جاسُوسی دُنیا از ابنِ صفی، ٹورنٹ ڈاؤنلوڈ کا طریقہ، آن لائن ریڈنگ کا طریقہ،

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براوزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بک پر رابطہ کریں۔۔۔

سہ پہر کی رعنائیوں کے بعد اب شام اپنا جادو دکھانے کی تیار۔۔۔سب تقلید کرتے چلنے لگے۔۔۔

سہ پہر کی رعنائیوں کے بعد اب شام اپنا جادو دکھانے کی تیاری کر رہی تھی۔۔۔مغربی افق پہ سنہری، ہلکے سرخ اور نیلے رنگوں کی اٹھکیلیاں جاری تھی۔۔۔آسمان پہ بادلوں کے ساتھ ساتھ زمین پہ نرم، گیلی مٹی پہ ننھا سا قافلہ بھی چلا جا رہا تھا۔۔۔

سائے مزید گہرے ہوتے جب تاریکی میں بدل گئے۔۔۔تو قافلے کا جائے پڑاو بھی آن پہنچا۔۔۔خوابوں کو سنبھالتے سنبھالتے سب کی آنکھیں درد کرنے لگی تھیں۔۔۔جنہوں نے تھیلوں میں خواب ڈالے تھے، تھک کر زمین پر بیٹھ گئے۔۔۔

چاروں طرف گھپ اندھیرے کا راج تخت نشین تھا۔۔۔تھکے ہارے ابدان کے ساتھ پڑے خواب بھی سسک کر سوال کرنے لگے۔۔۔مگر معنی خیز خاموشی کا لبادہ اوڑھے، وہ کسی کا جواب نہیں دے رہی تھی۔۔۔اچانک جنوب کی سمت سے ننھی ننھی روشنیاں اڑتی چلی آئیں۔۔۔۔۔"یہ جگنو ہیں، امید کا استعارہ"۔۔۔۔خاموشی کا قفل ٹوٹا۔۔

دنیا بھر کی تاریکی مل کر بھی ان کی روشنی کو بجھا نہیں سکتی۔۔۔اسی طرح آپ کے خواب دنیا بھر کی ناامیدی مل کر نہیں توڑ سکتی۔۔۔روشنی تھوڑی ہے مگر تاریکی کو شکست دیے ہوئے ہے۔۔۔امید کم ہی سہی مگر حوصلوں کو زندہ کیے ہوئے ہے۔۔۔

چمکدار اڑتی سبز روشنیاں قریب پہنچ چکی تھیں۔۔۔سب نے یہ سنتے ہی باقی ماندہ قوت مجتمع کی اور جگنوؤں سے پھوٹنے والی روشنی کے پیچھے چلتے اپنی اپنی منزل کا تعین کرنے کی سعی کرنے لگے۔۔۔تھکی آنکھیں پھر سے چمکنے لگی تھیں کوشش کرتے رہو، سحر بس ہونے ہی والی ہے۔۔۔سرگوشی ابھر کر معدوم ہوگئی اور وہ دوسری سمت چلتی تاریکی میں غائب ہوگئی۔۔۔جہاں اس کے جیسے بے خواب آنکھوں والے رہتے تھے۔۔۔،اس کی بستی میں ہر کوئی اپنی محرومی کے باوجود بھی طلسماتی باغ میں آ کر دوسروں میں خوشیاں بانٹنے کے ہنر سے بخوبی واقف تھا۔۔۔

ٹھنڈی چائے۔

رائٹر۔سباس گل۔

اویس اور یاسمین آج پھر ریستوران میں
ایک دوجے کے آمنے سامنے سوالیہ نشان
بنے بیٹھے تھے......
خاموشی کا قفل ٹوٹا......
"دکھ یہ ہے کہ ہم دونوں ایک دوجے کو
پا ہی نہیں سکتے"
اویس کا لہجہ مایوس کن تھا۔
"اس سے بھی بڑھ کر دکھ یہ ہے
کہ ہم دونوں اک دوجے کو کھو کر بھی
تو جی نہیں سکتے۔"یاسمین کے انداز میں بے بسی تھی......
محبت میں نارسائی کا دکھ
بول رہا تھا......
پا لینے اور کھو دینے کے مابین کوئی
راستہ ڈھونڈ واور دیکھو
ریستوران کی لمبی میز کے دونوں کونوں پر
اپنے آگے ٹھنڈی
ہوتی چائے رکھے
یوں ہم دونوں آخر کب تک
بیٹھے رہیں گے؟"

اویس ساگر کے پاس یاسمین
کی باتوں کا جواب صرف خاموشی تھی،
چائے کی طرح اویس ساگر کی ٹھنڈی
خاموشی میں اسے اپنی باتوں کا جواب مل
گیا تھا وہ سمجھ گئی تھی کہ ریستوران کی
اس لمبی میز پر وہ اس کے ساتھ
گرم چائے کبھی نہیں پیئے گی......
یاسمین نے ویٹر کو آواز دی
اور ٹھنڈی چائے کا بل ادا کر دیا......

انتظار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شاعر: پروفیسر کاشف شہزاد

میں اس کی سوچ میں،
لمحوں کی ہر سیڑھی پہ،
تازہ پھول رکھتا ہوں۔
ہوا جو قرب کے نیلے جزیرے سے،
وفا کے رنگ لاتی ہے
وہ اپنی شوخ آنکھوں کی نمی میں،
گھولتا ہوں اور دور پیچھے سے اڑا کر،
آنے والی چاندنی کو،
صبر کی تلقین کرتا ہوں۔
ذرا ٹھہرو،
کہ وہ کچھ دیر میں بس آنے والی ہے،
پر اس کے آنے سے کچھ دیر پہلے،
آسماں پر ایک تارہ جل بجھا سا خط بنا کر،
ٹوٹ جاتا ہے۔

خواب۔

شاعر۔ پروفیسر کاشف شہزاد۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مجھے معلوم ہے تم،
جاگتی آنکھوں سے سوتی ہو،
مگر پھر بھی،
اگر تم خواب دیکھو تو،
فقط اتنی گزارش ہے۔
کہ مجھ سے دور ہو جانا،
سنا ہے میں نے بچپن سے۔
کہ جو خواب میں ہوتا ہے،
حقیقت میں نہیں ہوتا۔

تیری یاد۔

از قلم۔ سحرش علی نقوی

ہر بھیگا موسم تیری یاد سے وابستہ ہے۔

دل کیوں تیری ہر بات میں گرفتہ

ہم سانسوں کے چلنے پہ حیران ہوئے بیٹھے ہیں،

کیوں چلتی ہیں یہ۔ جب تو گزشتہ ہے۔

دل کی تنہائی کا تو یہ عالم ہے سحر،

خود سے ہی ٹوٹا ہوا رشتہ ہے۔

کافی عرصہ بیت گیا۔۔۔۔

کافی عرصہ بیت گیا ہے

جانے اب وہ کیسا ہوگا؟

وقت کی ساری کڑوی باتیں

چپکے چپکے سہتا ہوگا

اب بھی بھیگی بارش میں وہ

بن چھتری کے چلتا ہوگا

مجھ سے بچھڑے عرصہ بیتا

اب وہ کس سے لڑتا ہوگا

اچھا تھا جو ساتھ ہی رہتے

بعد میں اس نے سوچا ہوگا

اپنے دل کی ساری باتیں

خود سے خود ہی کہتا ہوگا

کافی عرصہ بیت گیا ہے

جانے اب وہ کیسا ہوگا۔۔۔؟؟؟

ولید حیدر

نظم۔

سنو
اے نادان لڑکی
کبھی تم نے یہ سوچا ہے
کہ
وہ اک پاگل سا لڑکا
جو تم کو چاہا کرتا تھا
جو تم کو سوچا کرتا تھا
جو تم کو ہی تکتا تھا
جو تم کو ہی سنتا تھا
دیوانہ تھا تمہارا وہ
جو تم سے پیار کرتا تھا
اور اس پیار کا ہر پل
وہ تم سے اقرار کرتا تھا
تمہیں دیکھ کر جس کی
کبھی سانسیں جو چلتی تھی
تمہاری آواز سے جس کی
کبھی دھڑکن جو چلتی تھی
جس کے دل میں بسی تھی تم
جس کی سانسوں میں بسی تھی تم
جس کے دل میں تھی دھڑکتی تم
جس کی روح میں سمائی تم
سنو اے نادان لڑکی
وہ لڑکا خود سے لڑتے لڑتے
آج میرے اندر مر گیا ہے
نہ اس کی سانسیں چلتی ہیں
نہ اب دل دھڑکتا ہے
کسی کو اب نہ تکتا ہے
نہ دل کی اب وہ سنتا ہے
نہیں کرتا وہ ان چاہت
نہ اب اقرار کرتا ہے
مگر
دل ہی دل میں اب بھی
اس سے پیار کرتا ہے
سنو
اے نادان لڑکی
تم نے اس پاگل سے لڑکے کو
مجھ میں مار ڈالا ہے
فقط اب مار ڈالا ہے...........................!

از قلم۔محمد کلیم۔

نظم۔

خیال یار۔

خیالِ یار کی بارشیں
خیال یار کے جلوے
کمالِ یار کی باتیں
اے عشق مست بخود کیئے جا
جمالِ یار کی باتیں
اے عشق کیئے جا جمال یار کی باتیں
وہی ہوں پھر مدحوش کن لمحے
پھر وہی ہوں کیف کے دن
اسی کیف کی راتوں میں
مدہم سی خاموشی میں
پھر ہوں وہی اقرار کی باتیں
وہی دلوں کا دھڑک جانا
پھر اچانک سے
خود ہی سنبھل جانا
کبھی رکنا کبھی چلنا
اور پھر دیکھ کر پلٹ جانا

دلِ بے قرار کی باتیں
اے دل کیے جا جمال یار کی باتیں
ہوتا ہے عشق جاودانی
اے دل کیا جا مہتاب یار کی باتیں
وہ ہجر ہو۔۔یا ہو وصل
ہے سب اسکی ہی باتیں
سب اسکے ہیں موسم
خزاں میں بہار کی باتیں
تڑپتا دل اسکی آس میں
ٹوٹ کر بکھرنا اسکی یاد میں
سمٹنا اسکے حصار میں
کیفِ سرور کی باتیں
عرش سے اترتی ہے محبت
اس دل سے نکلتی ہے محبت
تیرے دل سے گزرتی ہے محبت
تیری چاہ تیرے طلبگار کی باتیں۔۔
اے عشق کیے جا خیال یار کی باتیں۔۔!!

از شازیہ کریم

خدایا۔

از قلم۔ محمود ظفر اقبال ہاشمی۔

میں ایک منچلا بچہ

تمہاری مہربان گرم ہتھیلی سے

اپنا سر دہاتھ چھڑوا کر،

دنیا گری کے میلے میں بھٹک تو جاتا ہوں،

مگر تمہاری لوٹتا ضرور ہوں ضرور ہوں،

کسی سراب وش خواہش کے تعاقب میں

مچل کر تیری راہگور چھوڑ تو آتا ہوں۔

مگر پھر اپنا آپ تجھے سونپنا ضرور ہوں،

کسی خطا کے طمطراق میں گھر کر

سزا کے کڑوے پھل جھولی میں بھر لاتا ہوں

مگر بخشش کی نئی بھیتی بولنا ضرور ہوں

شام ڈھل جائے، شفق اتر آئے،

یا پھر مغرب کی اذان ہو جائے،

تیرے در کبھی بند نہیں پائے۔

میرے خدایا؛

نجانے میں ناداں کم ہوں،

یا تو مہربان زیادہ ہوا۔۔۔۔

بس تیری قرب کا اک لمحہ۔

ان اداس شاموں میں

ان بے کیف راتوں میں

اگر میسر ہو

تیرے قرب کا اک لمحہ جاناں

عمر بھر کے لیے کافی ہے

اس کے بعد تو زندگی کی

خواہش بھی نہ رہے

موت بھی ہنس کے قبول ہے جاناں

بس تیرے قرب کا اک لمحہ جاناں!!

سندھیا شاہ

جیئے جارہی ہوں۔۔

سانس لیے جارہی ہوں

ہوس زدہ ماحول میں

یہ کیا کم ہے

جیئے جارہی ہوں

میں حوا کی بیٹی

آدم زاد کی زد میں

زبان زد عام آرہی ہوں

جیئے جارہی ہوں

درندگی کے منہ سے

زخم، زخم لہولہو بن کر

رواں دواں بہے جارہی ہوں

جیئے جارہی ہوں

ناخدا کی ہو کر

مسلسل

خدائی کا دعوہ کیے جارہی ہوں

(حورعین)

سب کچھ رائیگاں ہے اب۔

وہ کیسا شخص تھا یارو، جیسے میں جان نہ پایا،
بہت رویا، بہت تڑپا، مگر اب رائیگاں تھا سب۔
کہ برسوں بعد اچانک آج مجھے پھر ملنے وہ آیا۔
مگر اس چہرے پہ مجھ کو یہ کیسا درد نظر آیا۔
کہا میں نے کہو؛ کیسے یہاں آنا ہوا تیرا،
کہا اس نے؛ کتاب زندگی اپنی میں تم کو دینے آیا ہوں۔
میں اب نہ لوٹ پاؤں گا یہ کہتے چل دیا وہ پھر۔
کتاب زندگی میں، میں نصاب زندگی ٹھہرا،
عجب سی بات ہے نا یہ؟
سبھی کچھ میرے نام تھا۔
وہ زندہ تھا میری خاطر
عجب سی بات ہے نا یہ؟
وہ سوکھے پھول وہ تحریریں،
میں کیسے بھول پاؤں گا۔
وہی جذبے، وہی احساس،
وہی چاہت، وہی اظہار۔
زباں سے کر سکا نہ وہ قلم سے کر گیا سب کچھ۔
وہ بھی محسوس کرتا تھا،
تپش میری محبت کی،
مگر اظہار کا اس میں کبھی حوصلہ نا آیا۔
اور، جھکی اس کی نگاہوں میں، میں
خود کو دیکھنا پایا،
میری بھی زندگی ہے وہ،
میں کیسے اسکو بتلاؤں۔
مگر اب دیر ہوگئی ہے،
مگر اب دیر ہوگئی ہے۔
میں اس سے دور ہوں اتنا کہ،
خود کو بھی نا مل پاؤں۔
یہ ملنا اب ادھورا ہے،
سب کچھ رائیگاں ہے اب۔

بقلم۔ عائشہ خاتون۔

یادوں کی بستی۔

میرے کمرے کی الماری میں

نیچے چھپے ایک خانے میں

یادوں کی ایک بستی ہے

پرانے بوسیدہ خط

محبت سی لپٹی باتیں

اور چاہتوں کی خوشبو سے مہکتے

میرے کسی اپنے کے لمس ہیں

میرے کمرے کی الماری میں

نیچے چھپے ایک خانے میں

شاعرہ کنول خان

کہو کیا لکھوں میں۔

کہو کیا لکھوں میں

فلسفہ محبت،

آسیب زدہ ہجر،

آنکھ کا آنسو،

دل کے لہو کا نوحہ،

لب پہ سسکتی دعا،

شک کی دیمک کا احوال،

قلم کے درد میں لپٹے قہقہے،

بیچ منجھدھار میں روٹھی محبت،

مسمار ذات کا ملبہ اٹھاؤں میں،

کہو کیا لکھوں میں۔۔۔۔۔

از قلم۔سارہ خان۔
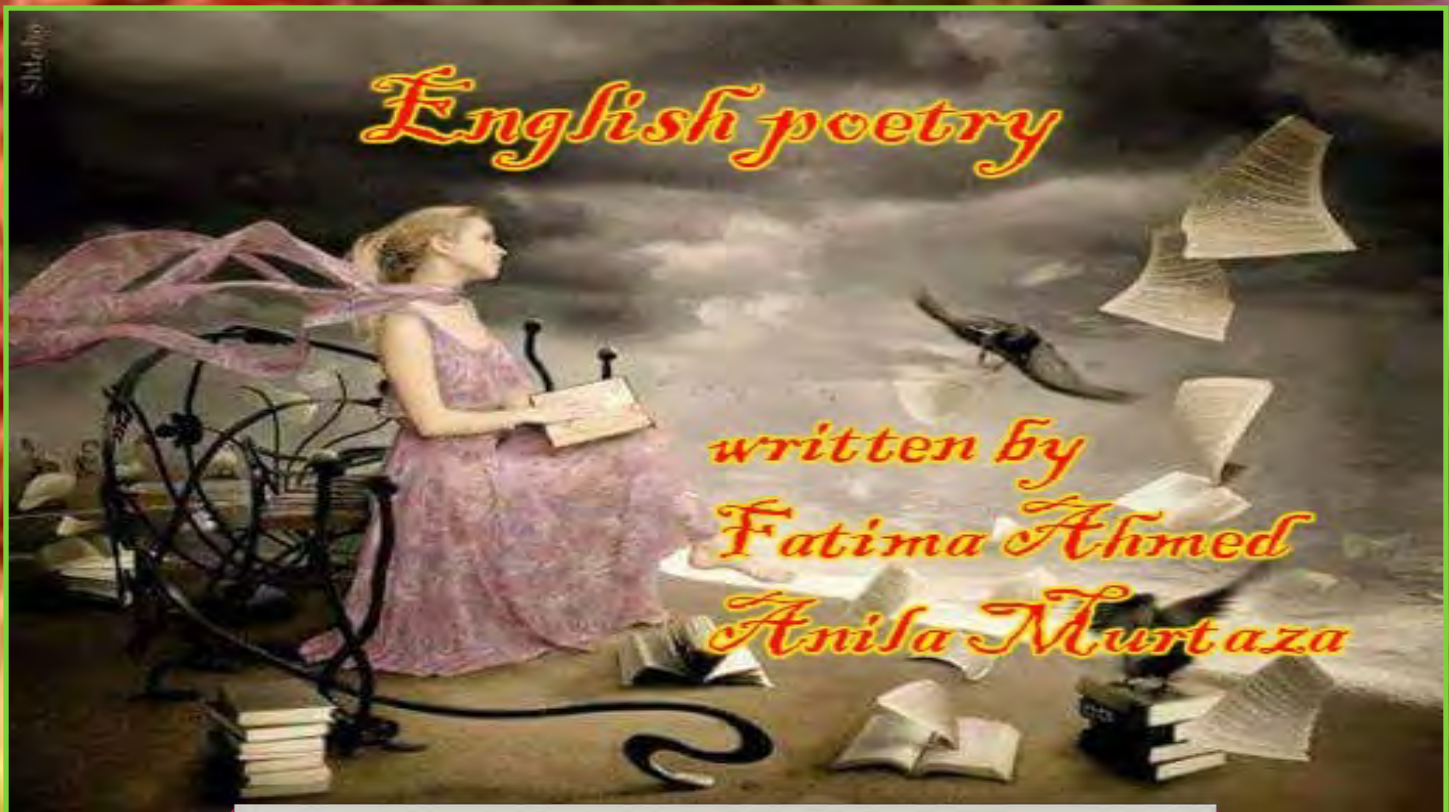
Where Stillness do Dance.

By:Anila Murtaza

Let`s listen each other with such ear,

Echoes in silence that can hear .

Unattended liaisons in your bosom.

Through our hearts they will blossom.

That sync of suppressed emotions.

Will flow in synchronized oceans.

All the expressions that went fail .

I `ll feel them as patterns on braille.

Expel not pain from your glance .

Rest thyself where stillness do dance.

Poetry.Truth

By:Fatima Ahmed

----

she had tragedy in her gaze.

and regret upon her lips.

his hand rested on her cheek .

but she felt him in her soul

tell me...he whispered,

looking into her eyes

but the truth was hidden

undreneath her tongue

and the hurt sat lodged

in the back of her throat

unable to speak

she surrendered her thoughts,

and with a silent voice

she breathed her words leaning in close

foreheads pressed together

he inhaled her story

deep into his lungs

her words dropped with tears.

along the curves of her face

he touched every one

before it fell from her chin savouring each

he explored her truth

send your
feedback ,articles ,novels &
poetry on this email.
saatrang.magzine@gmail.com